~~۵۸۸۴~~

اخلاق کی چوتھی کتاب

وعد اللہ الذین آمنوا وعملوا الصالحات لہم مغفرۃ واجر عظیم

اخلاق کی چوتھی کتاب

مرتبہ

علیا حضرت نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ تاج ہند

جی، سی، ایس، آئی، جی، سی، آئی، ای، و جی، بی، ای

فرمان روائے بھوپال ادامہا اللہ بالعز والاقبال

۱۳۳۸ ہجری

۱۹۱۹ع

مطبع سلطانی بھوپال میں باہتمام منشی محمد عبد الکریم صاحب مہتمم مطبع طبع ہو

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ارادہ

ارادے کی مضبوطی

زندگی کی عمارت کا نقشہ ہر آدمی کو خود ہی بنانا پڑتا ہے۔ وہ ہی اس عمارت کا انجنیر ہوتا ہے اور وہ ہی معمار اس عمارت کا مصالحہ انسان کے خیالات اسکے ارادے اور اس کا عمل ہین۔ جب خیالات اچھے ہون گے اور ارادہ مین مضبوطی ہوگی تو خود بخود طبیعت عمل کو چاہے گی اور ارادہ ان خیالات کو عملی جامہ پہنا دے گا۔

اگر تمہارے خیال مین قانون دانی ایک اچھی چیز ہے تو تم قانون پڑہنے کا ارادہ کروگے اور قانون پڑہوگے اور جب اس کی تکمیل کرلوگے تو تم ایک اچھے قانون دان بن جاؤگے۔

جو آدمی اپنی زندگی کو کامیاب بنانا چاہتا ہے وہ ہمیشہ اچھے ارادے رکھتا ہے اور ان ارادونمین مضبوط رہتا ہے اور پہر وہ کام کرگذرتا ہے جو اسکی

کامیابی کا ذریعہ بنتے ہین۔

ارادے کے خامی کا نتیجہ

اکثر آدمی ارادے کے خام ہوتے ہین وہ کسی کام کا قصد کرتے ہین لیکن جب اس کی مشکلات سامنے آتی ہین تو وہ ہچکچا جاتے ہین اور ایسے اشخاص کبھی دنیا مین کامیاب نہین ہوتے۔

عادت اور ارادے مین مقابلہ

بعض وقت ارادے اور عادت مین ایک مقابلہ ہوتا ہے جس طرح دنگل مین دو پہلوان ایک دوسرے کے گرانے کے لئے داؤ پیچ کرتے ہین۔ اسی طرح آدمی ارادہ کرتا ہے کہ وہ کسی فعل کو چھوڑ دے یا اس کو اختیار کرے لیکن اس کے خلاف جو عادت راسخ ہوتی ہے وہ عجیب عجیب تکلیفون کے مُہیب منظر سامنے پیش کر دیتی ہے۔ لیکن عادت پر ارادہ غالب ہو جاتا ہے

بعض آدمی ایسے ہوتے ہین جن کی ابتدائی زندگی مین بہت سی بُری باتین پائی جاتی ہین۔ لیکن ہم دیکھتے ہین اونھون نے ان بُری باتون کی ترک کرنے کا ارادہ کیا اور اُن کو ترک کر دیا۔

مثلاً بہت سے آدمی ایسے ہی گندے ہین۔ جو حقّے۔ سگریٹ یا شراب کے عادی تھے۔ ان کے خیال مین آیا کہ یہ بُری عادتین ہین انھون نے قصد کیا

کہ ان کو ترک کردین وہ اپنے قصد مین مصمم رہے اور سب نے دیکھہ لیا وہ اس مین کامیاب ہوگئے۔

کبہی ایسا ہوتا ہے کہ عادت ارادے پر غلبہ پالیتی ہے اور باوجود بار بار اُس کی بہلائی بُرائی سمجہنے اور ارادہ کرنے کے وہ عادت نہین چہوٹتی لیکن جن لوگون مین ارادہ کی مضبوطی ہوتی ہے ان کا ارادہ ہی ہمیشہ غالب ہو جاتا ہے

کام مین نتائج کا لحاظ

جب ہم کسی کام کے لئے ارادہ کرین تو ہم کو فوراً عمل نہین شروع کرنا چاہیئے۔ بلکہ اس کام کی نتائج پر خیال کر لینا چاہیئے کیونکہ اس کے نتائج بہی ہم کو ہی برداشت کرنا پڑین گے۔ اور جب ہم اس کے نتائج پر غور کرلین تو اس مین جو تکلیف و مصیبت ہو اوس کو صبر و تحمل سے برداشت کرنے کے لئے بہی تیار ہونا چاہیئے۔ ایسی تیاری بہادری کی نشانی ہے۔ ارادے کی مضبوطی انسان مین ایک بہت بڑی قوت ہے۔ کیونکہ اس کے باعث انسان سخت سے سخت مشکلون مین بہی قدم پیچہے نہین ہٹاتا ہے۔

مناسبت وقت کا لحاظ

جب تم کسی کام کا غور و خوض کے بعد مضبوط ارادہ کر لو تو تمکو فوراً کام شروع کر دینا چاہیئے۔ مبادا تمہاری تاخیر سے موقع ہاتہہ سے نکل جاے۔ مگر موقع شناسی بہی بڑی ضروری چیز ہے۔ بے موقع کام کرنے سے خواہ کتنا ہی

مضبوط ارادہ کیون نہ ہو۔ ناکامیابی ہوتی ہے۔ پس ارادہ کو ہمیشہ موقع کے ساتھہ لازم رکھنا چاہیئے۔ جب کسی ایسے کام مین جس پر غور نہ کیا گیا ہو اور اُسمین موقع کا لحاظ نہ رکھا گیا ہو تو وہ ایک فضول کام ہو جاتا ہے۔

ارادے کی تبدیلی

اگر تم کسی کام کا ارادہ کر چکے ہو اور تم نے اُسکو شروع بھی کر دیا ہو اور اگر کام کی کسی نوبت پر تم کو اس کی غلطی معلوم ہو جاے تو اس سے باز آجانا یا اس ارادہ کو بدل دینا تمہاری حق پسندی اور عقلمندی کی علامت ہوگی۔

اگر کوئی غلط کام ہو گیا ہو تو اس کے علم اور احساس کے بعد اس سے باز رہنے مین یا اس کو تسلیم کرنے مین ہچکچانا نہ چاہیئے۔ اور اس کو ٹہیک طور سے انجام دینے کا ارادہ کرنا چاہیئے

بے ارادہ کام

بعض وقت انسان سے کوئی حرکت ایسی سرزد ہو جاتی ہے جو بلا ارادہ ہوتی ہے۔ اور اس کی اچھائی یا بُرائی مین امتیاز کرنے کا موقع نہین ملتا۔

یہ صرف اس حرکت کی عادت یا کسی اشتغال یا فوری جذبے کا نتیجہ ہوتا ہے۔ ایسے بلا ارادے کام عموماً آدمی کو پشیمان اور شرمسار بناتے ہین اور بعض اوقات اس سے بُرے نتائج نکلتے ہین۔ انسان کو کوئی نہ کوئی

ایسا موقع اپنی عمر مین پیش آجاتا ہے لیکن عقلمند آدمی اس سے سبق لیتے ہین اور آئندہ محتاط ہو جاتے ہین۔

نظم

ارادہ چاہئے اچھا تو ہوگا کام بہی اچھا
تمہین سمجھین گے پہر دنیا مین خاص و عام بہی اچھا

یہ لازم ہی ارادہ اچھے کامون کا کری انسان
اگر ہی کام بہی اچھا تو ہے انجام بہی اچھا

ارادہ مین نہین ہی جن کے استقلال کچھہ۔ انکو
نہ فکر صبح بہی اچھی۔ نہ رنج شام بہی اچھا

اگر تم چاہتے ہو زندگی ہو کچھہ بہی کارآمد
تو لازم ہے کہ دنیا مین کرو کچھہ کام بہی اچھا

اگر اچھی طرح اپنا سبق تم یاد کر لوگے
تو پہر اسکول سی پاؤ گے تم انعام بہی اچھا

خیالات انسانی

رنج وخوشی خیالات کا نتیجہ ہے

دنیا کے تمام رنج وغم اور تمام خوشیان اور مسرتین سب انسان کے خیالات کا نتیجہ ہین تم کو تعطیل کی خوشی اسوقت ہوتی ہے جب تم یہ خیال کرتے ہو کہ ہم تعطیل کے دن اپنے فلان فلان کام اطمینان کے ساتھہ کرلین گے۔ اور اپنا وقت کیسی مسرت اور دلچسپیون مین گذارین گے اسی طرح اگر کسی تکلیف کا خیال پیدا ہوتا ہے تو اس سے طبیعت پر رنج وغم چہاجاتا ہے۔ جب تم یہ خیال کرتے ہو کہ تمہارا وقت بیکار ضائع ہوگا تو تم فوراً رنجیدہ ہوجاتے ہو ایک شخص جو دولت کے خزانے اور انبار رکھتا ہو وہ ہرگز خوش نہین رہ سکتا ہے اگر وہ اس خیال مین ڈوبا رہے کہ جس طرح بہی ممکن ہو مین اورون کا مال لے لون۔

لیکن ایک غریب آدمی جس کو دو وقتون مین سے ایک وقت کہانیکو ملتا ہے۔ یہ خیال کرتا ہے جو کچہہ مجہے ملے وہ عزت اور ایمانداری کی ساتھہ ملے۔ تو فاقہ کشی مین بہی طبیعت پر سرور و فرحت رہتی ہے۔

پہلا خیال انسان کو حریص بنا کر ہمیشہ رنجیدہ رکھتا ہے اور دوسرا خیال اُس مین قناعت پیدا کر کے اس کی فرحت و سرور کا باعث بنجاتا ہے۔

انسانی اعمال و افعال کا محرک خیال ہے

وہ آدمی جو اپنے وطن اپنی قوم اپنے مذہب کیلئے اپنی جان قربان کرتا ہے۔ اگرچہ وہ اپنی اس قربانی کی تکلیف کو سمجھتا ہے۔ مگر اس کا یہ خیال کہ میری قربانی سے میرے وطن میرے مذہب میری قوم کو یہ اور وہ فائدہ پہونچے گا تو میدان کارزار کو چمنستان اور سولی کے تختے کو تختِ شاہی بنا دیتا ہے غرض انسان کی خوشی اور غم دونون خیالات کے تابع ہین۔ نظم تصنیف۔ نقاشی ایجاد سب خیالات کا کرشمہ ہین خیالات ہی ایسی چیز ہین جو ہم کو عمل کا راستہ دکہاتے ہین اور کسی بات کے عمل و حرکت سے پہلے انسان کے دماغ مین آجاتے ہین۔ انسان کے تمام عمل اور حرکتین خیالات ہی کا نتیجہ ہوتی ہین کوئی شخص جو بہوکا بیٹھا ہے اور روٹی اوس کے سامنے رکھی ہے۔ وہ اس کو نہین کہا سکتا جب تک وہ اس کے اُٹھانیکا ارادہ نہ کرے۔ اور کہانے کا خیال نہ ہو۔ محبت و نفرت کے جذبات بہی خیالات سے ہی پیدا ہوتے ہین۔ تم جب کسی شخص کی نسبت اچھا خیال

قائم کرتے ہو۔ تو تم کو اس سے محبت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور جب بُرا خیال قائم کرتے ہو تو نفرت کرنے لگتے ہو۔

جب تم کسی سے کوئی بات بیان کرتے ہو تو زبان کی حرکت سے پہلے اس کا خیال تمہارے دماغ میں آجاتا ہے گویا ہر عمل کی محرک ایک اور چیز ہے جس کا نام خیال ہے۔ پس سب سے پہلے ضرور ہوا کہ انسان اپنے خیالات کو درست کرے۔

اچھے اور بلند خیالات کا نتیجہ

یہ بالکل تمہارے قبضۂ قدرت میں ہے کہ تم اپنے خیالات کو بلند رکھو یا پست کردو۔ اگر تمہارے خیالات میں بلندی اور عمدگی ہے تو تم ہمیشہ اچھے اور عمدہ کام کروگے۔ اور جس قدر تمہارے خیالات بلند ہوں گے اسی قدر تمہاری ہمت اور تمہارا حوصلہ بلند ہوگا۔ اسی نسبت سے تمہارے پیشہ میں بھی ترقی ہوگی۔ تم جتنے نامور مشاہیر کو جانتے ہو اگر ان سب کی سوانح عمری پر نظر ڈالو تو تم کو معلوم ہوگا کہ اُن کے خیالات کیسے بلند اور پاک تھے اور یہی خیالات ان کی ناموری اور شہرت کا ذریعہ بنے۔ اور پھر جب تم ان کی سوانح عمری پڑھتے ہو تو تمہارے دماغ میں بھی وہی بلند خیالات پیدا ہوتے ہیں۔ اور تمہارا دل چاہنے لگتا ہے کہ اُن ہی کی طرح شہرت و عزت کا

تمغہ تمہارے سینہ پر ہو۔

انسان کا خیال ہی اس کے چال چلن کا محافظ ہوتا ہے۔ جب تم یہ خیال کرتے ہو کہ فلان کام بُرا ہے تو تم کو بُرائی سے باز رہنے کی ہدایت ہوتی ہے اور جب تم کسی کام کی نسبت اچھا خیال رکھتے ہو تو اس کی طرف رغبت ہوجاتی ہے۔

اچھی زندگانی کا انحصا اچھی خیالات پر ہے

انسان کا دماغ خیالات کا منبع اور حافظہ کا خزانہ ہے۔ جن باتون کو ہم سنتے ہین جو چیزین اور واقعات ہم دیکھتے ہین اور جو علم و ہنر ہم سیکھتے ہین وہ سب ہمارے دماغ مین محفوظ رہتا ہے۔ اسی طرح جو کام ہم کرتے ہین ان کا خیال دماغ سے پیدا ہوتا ہے جسقدر ہمارے خیالات اعلی اور بلند ہون گے اسی قدر ہم مین احساس بہی ہوگا۔ اگر خیالات مین تہذیب اور شائستگی ہے تو یہ احساس بہی رہیگا کہ کسی موقع پر کوئی ناشائستہ گفتگو یا کوئی ناشائستہ حرکت ہم سے ظہور پذیر نہ ہو۔

خیالات کی مثال بالکل ایک اسٹیم کی سی ہی جس کی قوت سے انجن کو حرکت ہوتی ہے۔ اور اس کی حرکت تمام ٹرین کو متحرک کردیتی ہے۔ اسی طرح خیالات انسان کے اعضا سے عمل و حرکت کراتے ہین

انسان کی زندگی کو اچھے یا بُرے، بلند یا پست خیالات ہی بناتی اور بگاڑتے ہین کیونکہ زندگی کا تمام سعی وعمل جو زندگی قائم رکھنے کے لئے کی جاتی ہے ان سب کا انحصار خیالات ہی پر ہے۔

خیالات کا نشو ونما۔

جس طرح انسان کی عمر بڑہتی ہے اور اس مین مضبوطی اور قوت پیدا ہوتی ہے اسی طرح انسان کے خیالات کی بہی نشو ونما ہوتی ہے اور دنیا کے واقعات وتجربات، خیالات کو پختہ اور مضبوط بناتے ہین دنیا کے تمام بانیان سلطنت کے حالات مین تم یہی شان دیکھو گے۔ کہ ابتداً ان کے دماغ مین مختلف طور سے ایسے خیالات پیدا ہوے جن مین کسی نہ کسی قسم کا تحکم موجود تہا پہر انہی خیالات نے نشو نما پائی۔ انہون نے ارادے اور ولولے پیدا کئے اور بالآخر انہی خیالات کی بدولت جہونپڑیون اور جنگلون مین پیدا ہونے والے اور مصیبت کے ساتہہ پرورش پانے والے بچّے تاج وسریر کے مالک ہوے۔

اور یہ بات تو عام طور سے روزمرّہ دیکہنے مین آتی ہے۔ کہ بعض بچے ابتدا سے اپنی نسبت جو خیالات قائم کرتے ہین وہ ہی ہو کر رہتے ہین۔ ریاضی مین ڈاکٹر ضیاء الدین سائنس مین بنگالہ کے سر پی، سی رائے

اور جگدیش چندر بوس۔ نظم مین سر رابندر ناتھ ٹیگور، اور خواجہ حالی مرحوم نے جو شہرت حاصل کی وہ ان کے ابتدائی خیالات ہی کا نتیجہ ہے۔

تم زمانہ طالب علمی مین اگر اپنی نسبت خیالات قائم کر کے ایک لائن بنا لوگے تو بالآخر اسی لائن پر چلتے چلتے کامیابی اور شہرت کی منزلِ مقصود پر پہونچ جاؤگے لیکن اکثر آدمی خیالات کے لحاظ سے تو بہت بلند اور بہت اعلیٰ ہوتے ہین۔ مگر وہ ہمت کر کے ان پر عمل نہین کرتے ان کے دماغ مین جب خیالات پیدا ہوتے ہین تو وہ ان مین محو ہو جاتے ہین لیکن عمل کے وقت وہ بالکل کورے اور صاف نظر آتے ہین۔ ایسے آدمی کبھی کامیاب نہین ہوتے اور نہ منزل مقصود پر پہونچ سکتے ہین۔ تم کو خدا نے دولت و ثروت دی۔ تم خیال کرتے ہو کہ اس کا غریبون کی ہمدردی مین صرف کرنا بہت اچھا کام ہے اب اگر تم صرف کروگے تو وہ خیالات نتیجہ خیز ہون گے ورنہ محض ہوائی محلون اور قلعون کی تعمیر ہوگی۔

تبدیلی خیال بعض لوگ خیالات مین بہت مضبوط اور مستقل ہوتے ہین اور یہ بہت اچھی بات ہے لیکن واقعات اور جدید معلومات اور دلائل سے ان مین تبدیلی بھی ہو جاتی ہے۔ اگر تمہارے خیالات کے خلاف کوئی

دلیل پیش ہو تو انصاف یہ ہے کہ تم اپنے خیالات کو بدل دو اور اسی لئے تبادلہ خیالات کو ایک بہترین موقع تسلیم کیا گیا ہے۔ اس سے انسان کو اپنے خیال کی غلطی اور صحت کا اندازہ ہو جاتا ہے۔ بعض وقت بڑے بڑے مُدبّر اور عقیل آدمی اپنے سے کم درجہ آدمیون کی دلیل سے متاثر ہو کر اپنے خیالات کو تبدیل کر دیتے ہین اس قسم کی تبدیلی کبھی خفت کا باعث نہین ہوتی بلکہ انسان کے درجے اور مرتبے کو بلند کرتی ہے سوسائٹی اور صحبت کا اثر بھی خیالات پر پڑتا ہے۔ کیونکہ اس مین ہر وقت تبادلہ خیالات کا موقع آتا رہتا ہے۔ ایسے موقعون پر تم کو اسی طرح ہوشیار رہنا چاہیے جس طرح ایک دوکاندار جنس کی قیمت لیتے وقت کھرے اور کھوٹے روپیہ کی نسبت ہوشیار رہتا ہے۔

خیالات پر اچھے اور بُرے اثر ڈالنے والے اسباب

انسانی سوسائٹی کے علاوہ ایک اور سوسائٹی بھی ہے جس کا نام کتاب ہے۔

اچھی کتابون سے اچھا۔ اور بُری کتابون سے بُرا اثر خیالات پر پڑتا ہے عاشقانہ غزلین، بازاری اور معمولی مصنفین کے ناول انسان کے خیالات پر علی العموم بُرا اثر ڈالتے ہین۔

آجکل جو طرح طرح کے کھیل تماشے ایجاد ہوے ہین جیسے تھیٹر ڈراما سینما وغیرہ ان کا اثر بھی عموماً کمزور طبیعت والون کے خیالات پر بہت بُرا ہوتا ہے۔ اور وہ ہی خیالات جو ایسے تماشون سے پیدا ہوتے ہین چال چلن کی خرابی اور انسان کی تباہی کا باعث بنجاتے ہین۔ اسی طرح رقص کی مجلسین اور نقالون کی نقلین خیالات پر موثر ہوتی ہین۔

ایک نازک وقت اکثر دماغ مین اُس وقت زیادہ خیالات پیدا ہوتے ہین جب آدمی تنہا ہوتا ہے۔ اور اس کے پاس نہ تو کام کرنے کو ہوتا ہے اور نہ اس سے کوئی بات چیت کرنے والا ہوتا ہے۔ اس وقت اس کی خواہش اور اسکے مقصد طرح طرح کی صورتون مین اس کے سامنے پیش ہوتے ہین۔

یہ امتحان کا ایک نازک وقت ہوتا ہے دو جدا جدا نیکی اور بدی کی لائنین سامنے ہوتی ہین اور انسان دونون مین سے ایک کو اختیار کرتا ہے اگر ایسے وقت کوئی بُرا خیال پیدا ہو تو اس کو دور کرنا چاہیے اور نیک باتون کی طرف خیالات کا رجحان کرنا چاہیے۔

یہ ایک مثل ہے کہ جب دماغ خالی ہوتا ہے تو وہ شیطان کا گھر بنجاتا ہے اس کا یہ ہی مطلب ہے کہ فاسد اور خراب خیالات پیدا ہوتے ہین۔ اور کوئی

عقلمند آدمی یہ پسند نہین کرتا کہ اس کی منبع اور خزانہ پر شیطان کا قبضہ ہو۔ کسی آدمی کو کسی خیال پر اس وقت تک جب تک کہ وہ زبان یا کسی حرکت کے ذریعہ سے ظاہر نہ ہو کوئی مطّلع نہین ہوتا۔ گویا خیالات ایک ایسے خزانہ مین محفوظ رہتے ہین جہان کسی کی دسترس نہین ہوتی مگر آدمی کا ضمیر اسسے واقف ہوتا ہے۔ اور وہ ان پر نفرین یا تعریف کرتا ہے لہذا تم کو کبھی یہ نہین سمجھنا چاہئے۔ کہ تم خیالات کے وقت بھی تنہا ہو تمھارا ضمیر ہر وقت تمہارا ساتھی ہے۔

نظم

دیکھو تو خیالات بھی انسان کی ہے دنیا
ہر چیز کا ہوتا ہے اثر اس سے ہویدا

یہ زیست بھی اجزائے پریشان ہین اسی کے
مشکل ہی بغیر اسکے ہو انسان کا جینا

ممکن نہین وہ بات زبان سے کبھی نکلے
جس بات کی پہلے سے نہ ہو دل مین تمنا

ہے اوس کو خوشی جس کے خیالات ہین اچھے
ہر وقت مسرت ہی مین اوس کا ہے گذرتا

جس وقت کہ تکلیف کے آتے ہین خیالات
تو دل ہے غم و رنج مین بے انتہا ڈوبا

کس کام کا وہ ہے جس کے خیالات بُرے ہین
جسکے ہین خیالات شگفتہ وہ ہے اچھا

لازم ہے تمہارے بھی خیالات ہون اچھے
تم کو بھی مسرت کی دے دلچسپیان دنیا

صداقت کی حقیقت

سائنس کے معنی اور مفہوم

آج کل ہر شخص کی زبان پر یہ جملہ ہے کہ سائنس ترقی پر ہے
تم کو سمجھنا چاہئے کہ سائنس کے معنی اور مطلب کیا ہین۔ یہ لاطینی زبان کا لفظ ہے جسکے معنی علم یا جاننے کے ہین۔ اور اس کا مفہوم اور مطلب یہ ہے کہ کسی امر کی اتنی تحقیقات اور ایسا مشاہدہ ہو جاے کہ اسکی نسبت ہمکو پورا یقین ہو سکے۔ اور اس یقین کا نام کامل صداقت ہے۔

ایک سائنس دان جو اشیاء کی تحقیقات کرتا ہے تو وہ اسوقت تک اپنی تحقیقات ظاہر نہین کرتا جب تک اوس کو کامل یقین نہین ہو جاتا۔
اسی طرح تم کو بھی مثل ایک سائنس دان کے تحمل اور صبر کی ضرورت ہے جس طرح وہ اشیاء کی تحقیقات مین صبر و تحمل سے مصروف رہتا ہے اسی طرح تم کو بھی کسی چیز کی سچائی معلوم کرنے کے لئے صبر درکار ہے۔

اگر تم کو کسی بات پر یقین نہین ہے اور تم اس کو ظاہر کرو گے تو وہ کبھی صداقت نہ ہوگی بعض اوقات جلدبازی سے کام لے کر فوراً کوئی بات

کھدی جاتی ہے یاکسی بات پر یقین کر لیا جاتا ہے۔ یا کوئی راے قائم کر لی جاتی ہے۔ اس مین بسا اوقات غلطی رہ جاتی ہے اور رفتہ رفتہ سچائی اور جھوٹ کا امتیاز جاتا رہتا ہے۔

عدالتون مین سُنی سنائی شہادت کیون سچ نہین سمجھی جاتی محض اسی لئے کہ نہ تو اس کے متعلق شہادت دینے والے کا ذاتی علم ہوتا ہے اور نہ اس نے اپنے کانون سے سنا ہے اور نہ اپنی آنکھ سے دیکھا ہے۔

پس صداقت کامل یقین سے پیدا ہوتی ہے اور یقین علم و مشاہدہ سے پیدا ہوتا ہے۔ اس لئے اگر تم صداقت کو عزیز رکھتے ہو تو جب تک علم و مشاہدہ سے کسی بات کا یقین نہ ہو جاے اوس کو صداقت پر مبنی نہ سمجھو۔

جو لوگ صداقت پسند ہوتے ہین۔ وہ کسی ایسے خیال کو بھی دماغ مین نہین آنے دیتے جو صداقت کے مخالف ہو۔ ان کے روزمرہ کی گفتگو مین ہمیشہ صداقت موجود رہتی ہے۔ صداقت انسان کو صاف باطن بناتی ہے۔ اس کے خیالات صاف اور پاکیزہ رہتے ہین۔ اور اس کی ہر بات مین صداقت کا وہی درجہ پایا جاتا ہے۔ جو سائنس جاننے والے کی تحقیقات

مین ہوتا ہے۔

جب کسی انسان کے دل مین صداقت اپنا گھر بنالیتی ہے۔ تو وہ دنیا کے تمام عیش و آرام سے بھی زیادہ صداقت کو عزیز رکھتا ہے۔ اور خواہ صداقت کے باعث اس کو کتنی ہی تکلیفات اور صعوبات برداشت کرنی پڑین۔ وہ سب کو اطمینان قلب کے ساتھ برداشت کرلیتا ہے۔

اس قسم کے ہزارون واقعات ہین کہ انسانون کو مذہب کے باعث سخت سے سخت تکلیفین پہونچی ہین۔ لیکن انھون نے ان سب کو استقلال کے ساتھ گوارا کیا۔ اور مذہب سے مُنھ نہ موڑا۔ اس کی وجہ یہی تھی کہ ان کو مذہب کی صداقت کا یقین تھا۔ اور وہ اِس صداقت سے محبت کرتے تھے۔

حضرت بلال کا قصہ تم نے سنا ہوگا۔

یہ حضرت ابوبکر صدیق کے غلام تھے اور ان کے والد حبش کے رہنے والے تھے ان کی مان کا نام حمامہ تھا عرب والے ان دونون کو ان کے وطن سے قید کرلائے تھے۔ پہلے حضرت بلال امیہ بن خلف

ایک کافر کے غلام تھے۔ مسلمان ہو جانا چونکہ مکہ کے مشرکین کے نزدیک ایک ناقابل معافی جرم تھا۔ اس لئے امیہ آپ کے ساتھ بہت سختی کا برتاو کرتا تھا۔ ایک سخت گرم پتھر پر لاکر ڈالدیتا تھا اور ایک بڑا وزنی پتھر ان کے سینہ پر رکھدیتا تھا۔ اور کہا کرتا تھا کہ بلال! مین تجھکو ایسی ہی سخت سے سخت سزائین دیتا رہونگا مگر ان سے بچنا تیرے ہی اختیار مین ہے کہ تو نے جو دین اختیار کیا ہے اوسے چھوڑ دے ورنہ مرتے دم تک ایسی ہی سزائین دونگا۔ لیکن چونکہ بلال ایک سچے موحد اور اسلام کے پکّے عاشق تھے وہ راضی نہ ہوئے آفتاب کی تمازت زمین کی گرمی حضرت بلال کو بھونے دیتی تھی جلتا ہوا پتھر سینہ کو جھلسے دیتا تھا مگر ان کی زبان سے اسوقت بھی احدٌ۔ احدٌ (اللہ ایک ہے اللہ ایک ہے) نکلتا رہا۔

جب حضرت بلال اس سخت امتحان مین کامیاب ہو گئے تو اُس وقت رحمتِ باری نے دستگیری کی اور حضرت ابوبکر نے اِس حال سے واقف ہو کر ان کو خرید لیا اور وہ آزاد کردئے گئے۔

جھوٹ اور تہمت سچائی کی ضد جھوٹ ہے۔ جھوٹ اِس کو کہتے ہین کہ

ہم وہ بات بیان کرین یا کوئی ایسا خیال کرین جو ہمارے علم و یقین مین نہو یا ہمارے علم و یقین کے خلاف ہو۔

توہمّات بھی جو انسان کے دل مین پیدا ہوتے رہتے ہین ایک قسم کی جھوٹ اور سچائی کی ضد ہین۔ جیسے بھوت۔ پلید چڑیل کی نسبت بہت سے لوگ ایک خیال قائم کر لیتے ہین حالانکہ ان کا وجود صداقت سے بعید ہے۔ اکثر لوگ دن۔ تاریخ کی نحوست۔ شگون فال اور نجوم اور پیشین گوئیون پر اعتقاد رکھتے ہین حالانکہ اُن کی کوئی حقیقت نہین ہے۔

ان توہمّات سے صرف علم ہی بچاتا ہے۔ کیون کہ علم سے صداقت حاصل ہوتی ہے اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ جو لوگ علم رکھتے ہین ان کے نزدیک ایسے توہمات نہین آتے۔

ان توہمّات کے علاوہ اور قسم کے بھی توہّم ہوتے ہین۔ مثلاً بعض لوگون کو بیماری کا وہم ہوجاتا ہے اور وہ کسی خفیف مرض مین مبتلا ہوتے ہین مگر اس کو مرض الموت سمجھکر صحت سے مایوس ہوجاتے ہین۔ ایسی ہی ایک خاص حالت بچون کی بھی ہوجاتی ہے وہ کسی سبق کو بغیر کوشش

سے کئے دشوار سمجھ لیتے ہین اور پھر وہ اس پر اسلئے توجہ نہین کرتی کہ اس کا یاد کرنا ان کے امکان سے باہر ہے حالانکہ یہ ایک وہم ہی وہم ہوتا ہے۔

انسانی طبیعت مین ایک مادّہ تعصب کا ہوتا ہے۔ یعنی بغیر تحقیق کے دوسرے کو بُرا جاننا اور اسکی سچائی کی باتون کو بھی جھوٹ سمجھنا۔ ایسے آدمی متعصب کہلاتے ہین۔ وہ اپنی خیال یا رائے یا عقیدہ کی خلاف جب کسی کو دیکھتے ہین تو اس سے نفرت کرتے ہین۔ اور چونکہ وہ اسکو پسند نہین کرتے ہین۔ اس لئے اس کی خوبیان اور بُرائیان جاننے کی کوشش نہین کرتی

نظم

بہت اچھی صفت انسان کی ہی راست گفتاری
اِسی سے نعمتین دونون جہان کی ملتی ہین ساری

نہین کھٹکا کبھی سچ بولنے والی کو دنیا مین
نہین ہوتی کبھی سچ بولنے والی کو لاچاری

نہ نکلے بات مُنہ سے کوئی جھوٹی یاد رکھو تم
کہ یہ انسانیت کے حق مین ہی اک سخت بیماری

ہمیشہ شاد اور آزاد ہے سچ بولنے والا
مگر جھوٹی کو ہین ہر اک قدم پر مشکلین بھاری

ہمیشہ یاد رکھو تم کہ سچ دنیا مین پھر سچ ہی
نہین ہین جھوٹ کی پاؤن۔ اسی ہی ذلت و خواری

خیر خواہی ملک

قومی وملکی تاریخ

مدارس مین عموماً تاریخ کی تعلیم پر بہت توجہ کی جاتی ہے کیونکہ یہ علم اپنے اور غیرون کے ملکون اور اپنی اور دوسری قومون کے حالات کے معلوم ہونے کا ذریعہ ہے۔

اور اس مین شک نہین کہ تاریخ ایک بہترین علم ہے جو ملکون اور قومون کی ترقی اور ان کے تنزل اور ان کے عروج اور بُردباری کے اُن تمام اسباب وعلل کو ہماری آنکھون کے سامنے پیش کردیتی ہے اور ہمین آیندہ کے لئے ہوشیار رہنے کی ہدایت کرتی ہے۔

کم از کم ہر شخص کو اپنے ملک اور اپنی قوم کے حالات سے ضروری واقفیت حاصل کرنی چاہیے۔ اور جب تک ہم اسکے حالات سے واقف نہ ہون گے اپنی قوم اور اپنی ملک کے سچے باشندے اور اپنی قوم کے سچے ہمدرد نہین ہوسکتے ہین۔

جس طرح ایک اچھے باغبان کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ درختون

کی جڑ سے پھننگ تک کل مفصل حالات کا علم رکھے اسی طرح ہر شخص کو
اپسے تاریخی حالات سے واقف ہونا چاہیئے۔

قومون کا نشو ونما اور تنزل

تمام قومین جو اس وقت دنیا مین آباد ہین اور ان
مین جو متمدن اقوام کہلاتی ہین وہ اور کل وحشی قومین ابتداءً یکسان
حالت مین نہین جنگل اور پہاڑ ان کے مسکن تھے اور نہ زیادہ تر خانہ
بدوشی کی حالت مین رہتی تھین پھر وہ قبیلون اور گروہون کی صورت
مین جا بجا آباد ہو گئین اور اپنے مقام کے نام سے موسوم ہوئین۔

رفتہ رفتہ ان مین تمدنیت پیدا ہوئی اور جن مین یہ باتین پیدا
ہوئین انہون نے ترقی کی ورنہ وحشت اور جہالت مین رہ گئین۔

انہین قومون نے حکومتون کی بنیادین قائم کین اپنا دائرہ حکومت
بنایا اور اپنون مین ہی سے ایک شخص کے آگے سر اطاعت خم کرکے
اس کو بادشاہ تسلیم کیا اور وہی شخص ان کے سیاہ وسفید کا مالک بنگیا۔

تاریخ ہم کو یہ بھی بتلاتی ہے۔ کہ متمدن قومون مین جب تمدن نہ رہا
اور انہون نے اپنے اوصاف اور خوبیون کو ضائع کردیا تو وہ وحشی
بلکہ ان سے بھی بد تر ہو گئین اور وحشی قومین بام عروج پر پہونچین۔

ہندوستان مین ابھی تک گونڈون کی قدیم عظمت اور تمدن کے کہین کہین آثار پائے جاتے ہین لیکن اب وہ ایک جنگلی در خانہ بدوش قوم ہے یہی انگریزی قوم جس کی سلطنت مین کبھی آفتاب غروب نہین ہوتا ابتدائی زمانہ مین آج کل کے گونڈون سے بھی بدتر حالت مین تھی لیکن اس زمانہ کی سب سے زیادہ متمدن قوم ہے۔ جن قومون کے دلون مین اپنے ملک کی محبت پیدا ہوگئی انھون نے اس کی ترقی مین طرح طرح سے کوششین کین انھون نے تعلیم مین ترقی حاصل کی صنعت و حرفت کو بڑھایا ایجادات کین ملک کے زرعی وسائل کو ترقی دی اور تجارت کا تعلق دوسرے ملکون سے بڑھایا۔ اور بری و بحری راستون سے اس سلسلہ کو قائم کیا اپنے ملک کی حفاظت اور ملک کی عزت قائم رکھنے کے لئے فوجی انتظامات کئے اور جو قومین ان سب باتون مین سبقت لے گئین وہی آج سب سے زیادہ ممتاز ہین اور انھون نے اپنی ملکی ہمدردی کا سب سے زیادہ ثبوت دیا ہے۔

جمہوری حکومت

لیکن چونکہ ایک ہی شخص تمام سیاہ و سپید کا مالک ہوتا تھا اور پورے ملک کی قسمت اسی کے ہاتھ مین ہوتی تھی۔ اس لئے اگر بادشاہ نیک

معدلت گستری، بہادری، ہمت رعایاپروری اور ملکی ترقی کا حوصلہ ہوتا
اور اس کے وزیر و مشیر بھی قابل ہوتے تو ملک ترقی کرتا اور اگر اسکے
برعکس بادشاہ کا مزاج خراب ہوتا تو ملک مین تنزل پیدا ہو جاتا
اکثر اوقات بادشاہ ظلم و ستم پر کمر باندھ لیتا اور اپنی رعایا کو طرح طرح
کی اذیتین پہونچاتا۔ خزانہ سلطنت کا بڑا حصّہ اس کے ذاتی راحت آرام
اور عیش پرستی پر صرف ہو جاتا اور جو رعایا اس خزانہ کو معمور کرتی وہ اسکے
فائدون سے محروم رہ جاتی۔

ایسی حالت مین جب متمدن ممالک کی رعایا مین تعلیم پھیلی انھون نے
اپنے اور بادشاہ کے حقوق کو سمجھا تو ان کو شخصی حکومت قدرتاً ناگوار گذرنے
لگی اور انھون نے جمہوری حکومت قائم کی اور حکومت کے حقوق حاصل
کئے بادشاہ کے اختیارات محدود کر دئے اور اپنے لئے قانون سازی
اور ان حقوق و اختیارات کے حاصل کرنے مین دولت کی قربانی کے
علاوہ جانون کی قربانیان کین اور اسی طرح انھون نے اپنے ملک اور
قوم کی خیر خواہی کا ثبوت دیا۔

امریکہ اور فرانس مین پوری اور انگلینڈ جرمن وغیرہ مین نیم جمہوری

حکومت ہے۔ اس مین بھی جہان بادشاہ کا اقتدار بہت زیادہ تھا اب جمہوری شکل پیدا ہو گئی ہے اسلام نے تو ابتدا سے ہی جمہوری سلطنت کی تلقین کی جسکا نام خلافت تھا لیکن سنہ ہجری کے بعد سے شخصی سلطنت کی شکل قائم ہو گئی۔

مگر اس صدی کے آغاز سے دو اسلامی ملکون ایران، اور ٹرکی؛ مین بھی نیم جمہوری حکومتون کی بنیاد قائم ہو گئی ہے۔ اور یہ بنیاد بھی اُن ہی قربانیون سے قائم ہوئی ہے۔ یہ ایک کلیہ ہے کہ اگر ایک آدمی کو کُل طاقت حاصل ہو جاتی ہے تو اس کا نتیجہ تباہی ہوتا ہے اس لئے آزادی بھی محدود ہونی چاہئے اور وہ قواعد و قوانین سے ہی محدود ہو سکتی ہے۔

اہل ملک کے فرائض

ملک کے ہر باشندہ کا فرض ہے کہ وہ اپنی طاقت و حیثیت کے مطابق ملک کی خدمت کرے اور جسطرح وہ ملک کے حقوق ٹیکسون کے دینے سے ادا کرتا ہے اسی طرح اگر اسکو ووٹ کا حق حاصل ہے تو اپنی آزاد رائے کو بھی ظاہر کرے اور یہ بھی اُسکا ایک فرض ہو جاتا ہے۔ میونسپلٹی، پارلیمنٹ، مجالس، قانون سازی رائے کا حق اگرچہ سب ملکی ترقی کے اسباب ہین۔ لیکن جب تک کہ اہل ملک ان اسباب سے فائدہ نہ اُٹھائین تو ملک

ترقی نہین کرسکتا اور اہل ملک اپنے فرائض ادا کرنے مین قاصر سمجھے جاتے ہین۔

حکومت جن کامون کو اہل ملک کے سپرد کرتی ہے ان کو نہایت دیانتداری اور مستعدی سے ادا کرنا حکومت ہی کی وفاداری نہین ہے۔ بلکہ اپنے ملک کی خدمت وخیرخواہی ہے۔

اگر تم انصاف کی کرسی پر بٹھادئے جاؤ اور انصاف کرو تو تمام اہل ملک کا اطمینان رہے گا۔ تم مالگذاری اور ٹیکس وصول کرنے پر مامور کئے جاؤ اور بغیر ناجائز رعایت کے وصول کرو تو یہ ملک کی خدمت ہوگی۔ کیون کہ جس طرح آدمی کو روپیہ کی احتیاج ہوتی ہے اسی طرح حکومت کو بھی ضرورت ہوتی ہے جو اہل ملک پر یا انہین کے لئے خرچ ہوتا ہے۔ رعایا کی حفاظت کی نگرانی جب تمہارے ذمہ عائد کردی جائے تو گویا تم اپنے اہل ملک کی خدمت کروگے۔

ملک کی خدمت کے یہ تمام فرائض ہر وقت اہل ملک کے ذمہ رہتے ہین۔ لیکن خاص اوقات مین ان فرائض مین زیادہ حصہ لینا ہوتا ہے مثلاً جنگ کے وقت اپنے ملک کی حفاظت کے لئے مال ودولت کی قربانی

کرنی پڑتی ہے۔ اور صرف ایسی ہی قربانیون سے اپنی عزت اور اپنا ملک دشمن سے محفوظ رہ سکتا ہے۔ تم جن ملکون اور قومون کو دوسرن کے اختیار مین دیکھو تو سمجھ لو کہ یہ اس قوم کو اپنے فرائض ادا نہ کرنیکی سزا دی گئی ہے۔

اہل ملک کا یہ فرض ہے کہ اپنے بادشاہ اپنے حکام اور اپنے قانون کی عزت اور ادب کرین اور ان باتون کا اظہار اطاعت و فرمان برداری سے ہی ہوتا ہے۔

حکومت شخصی ہو یا جمہوری یا نیم جمہوری انسانون سے ہی مرکب ہوتی ہے اور اگرچہ جماعتون کے احکام و قوانین حکام اور قائم مقامان رعایا کے غور و بحث کے بعد نافذ ہوتے ہین لیکن پھر بھی ان مین غلطی ہوجاتی ہے۔ کیون کہ غلطی سے بری تو صرف خدائی احکام ہوسکتے ہین ایسی صورت مین قانون کی عزت اور اطاعت کا بڑا نازک موقع ہوتا ہی ملک کی اصل خیر خواہی اسی مین ہے کہ بغیر شور و شغب اور فتنہ و فساد کے حکومت کو ان قوانین کی غلطی پر توجہ دلائی جائے جو لوگ فتنہ و فساد کرتے ہین وہ دراصل ملک کے خیر خواہ نہین ہوتے۔

اہل ملک کا یہ بھی فرض ہے کہ ان مین مہربانی اور ہمدردی کے خیالات زیادہ ہون اور ہمیشہ عمل سے اُن کا اظہار ہوتا رہے ہر ملک مین غریب آدمی بھی ہوتے ہین اور آفرینش عالم سے لیکر اس وقت تک کسی ملک مین تمام آدمی دولت مین برابر نہین ہوئے اور نہ آئندہ ہو سکتے ہین اسلئے امیرون پر لازمی ہے کہ وہ اپنی دولت سے رفاہ عام کے کام کرین اور جہان تک اُن کے امکان مین ہو غریبون کو مدد دین صنعت وحرفت کے کارخانہ بڑہائین۔ جب تم کسی ملک کو غریب اور مفلس دیکھو تو سمجھ لو کہ یہان کے باشندون مین ملک کی خیر خواہی کا مادہ نہین ہے۔

علاوہ برین یہ تو ایک مذہبی حکم ہے اور کوئی مذہب ایسا نہین ہے جس مین اس قسم کے نیکی کے کامون کی ہدایت نہ ہو اور اس نے غربا اور کمزورون کی امداد کا حکم نہ دیا ہو۔ خصوصاً اسلام نے تو ہر صاحب نصاب مسلمان پر یعنی جسکے پاس چالیس روپیہ بھی جمع ہون غربا کا حق مقرر کر دیا ہے۔ اور اس کو رکن اسلام قرار دیا ہے۔

خیر خواہی ملک کے طریقہ ہر ایک پیشہ اور کام کا آدمی اپنے مشاغل اور پیشون کے لحاظ سے اپنے ملک کی خیر خواہی کر سکتا ہے ملک کے صنّاع صنعت

وحرفت سے موجد ایجادات سے اور علماء علم سے امرا اپنی دولت
وسرمایہ سے بہت کچھ کر سکتے ہین۔

ہندوستان مین جو دولت دفینہ اور خزانہ کی شکل مین رہتی ہی اگراس کو صنعت وحرفت کی ترقی مین لگا دیا جاوے تو بہت کچھ ملک کا افلاس دور ہوسکتا ہے۔ ہمارے بہت سے صاحب دماغ آدمی اپنا وقت بیکار اور غیر مفید مشغلون مین بسر کرتے ہین حالانکہ اگر وہ تحقیقات اور ایجادات کی طرف متوجہ ہون تو بہت سی تحقیقاتین اور ایجادین کر سکتے ہین جس سے ملک کو بڑا فائدہ پہونچ سکتا ہے اور اِس پر مستزاد حالت یہ ہے کہ بعض اشخاص اپنے ان تجربون تک کو ظاہر نہین کرتے جو ان کو سینہ بسینہ پہونچے ہین۔ مثلاً بعض بعض اطباء ایسے موجود ہین جن کے اسلاف کو بعض بیماریون کے تیر بہدف علاج معلوم تھے۔ اور وہ ان کے خاندان مین موجود ہین۔ مگر ان کو مخفی رکھتے ہین۔ ایک طبیب کو سانپ کے زہر کا تریاق معلوم ہے۔ مگر وہ اِس کو مخفی رکھتا ہے۔ حالانکہ ہر سال ابنائے ملک اِس زہر سے مرتے رہتے ہین ایسے بہت سے تجربات وکمالات زندگی کے ساتھ ہی ختم ہو جاتے ہین۔ حالانکہ خیر خواہی ملک یہ ہی کہ

ان کو پبلک پر ظاہر کیا جاوے جو آدمی اپنے ملک کے خیر طلب ہوتے ہین وہ کوئی موقع جس مین ان کے ملک کو ترقی و عزت حاصل ہو ہاتھ سے نہین جانے دیتے۔ جاپان جو ایشیا کا ایک چھوٹا سا ملک ہے۔ چند ہی دن گذرے کہ ایک بے حقیقت ملک تھا۔ لیکن اہل ملک نے محض اپنی کوششون قربانیون اور ہمتون سے آج اس کو معزز بنا دیا ہے۔ کسی ملک مین بد اخلاقی کا زیادہ ہونا بھی تباہی و خرابی کا باعث ہے جسطرح مفلسی ملک کے وقار کو ضائع کرتی ہے اسی طرح بد اخلاقی ملک کی عزت کو برباد کر دیتی ہے جب اہل ملک کی صحت خراب ہو جاے تو یقین کر لینا چاہئے کہ ملک کی بنیاد کھوکھلی ہو گئی کیونکہ بغیر اچھے صحت کے ہرگز تندرست اولاد پیدا نہین ہو سکتی ہے اور جب قوم مضبوط و صحت مند نہ ہوگی تو اس کے دماغ بھی ضعیف ہون گے پھر نہ تو اس مین دشمنون سے محافظت کی طاقت باقی رہے گی اور نہ ایجادات و صناعات کا مادہ رہے گا اس لئے ملک کی خیر خواہی کا بڑا راز یہ بھی ہے کہ اہل ملک کے اخلاق اچھے ہون اور ملک کی ترقی کی تمام تر تعمیر اخلاق کی بنیاد پر ہی ہوتی ہے۔

غیر قومون اور ملکون سے اتحاد

جس طرح قومون کو ملک کے اندر آپس مین اتفاق و اتحاد

کی ضرورت ہے اسی طرح غیر قومون اور ملکون کے ساتھ بھی اتحاد و اتفاق رکھنا لازمی ہے۔

تم اپنے ملک کی ترقی کے لئے ضرورت مند ہو کہ دوسری قومون اور ملکون سے اِن کی اچھی باتین سکیھو۔ ایک ملک کا آدمی دوسرے ملک مین جاکر بعض خاص کمالات علمی حاصل کرتا ہے اور پھر ان سے اپنے ملک کو فائدہ پہونچاتا ہے اگر یہ اتحاد و صلح نہ ہو تو ملک ان فائدون سے محروم رہے گا۔

جو آدمی محض قومی و ملکی غرور سے دوسری قوم یا ملک کو ذلیل سمجھتا ہے یا اس سے نفرت کرتا ہے یا تعصبات رکھتا ہے وہ خود اپنے ملک کی عزت کو نقصان پہونچاتا ہے۔ کیون کہ اس طرح دوسرون کے دلون مین بھی حقارت و نفرت کے جذبات پیدا ہوتے ہین ملک کی خیر خواہی تو یہ ہے کہ تمہارے اخلاق و عادات سے دوسرے لوگ متاثر ہو کر تمہارے گرویدہ بنین

یاد رکھو کہ افراد ہی قوم اور ملک کی عزت کا باعث بنتے ہین ٭

نظم

ہر شخص پہ ہے فرض کرے مُلک کی خدمت
اِس مُلک کی خدمت ہی سے وابستہ ہے عزت

اس وقت ہو حاضر سرِ تسلیم جُھکائے
جس وقت حکومت کو تمہاری ہو ضرورت

حاکم کی اطاعت سے نہ پل بھر کو ہو غافل
لازم ہے کہ دل سے کرو قانون کی عزت

دولت کی ترنگون مین غریبون کو نہ بھولو
تا تشنۂ دولت نہ ہو خمیازۂ غربت

ہر وقت رہے دھیان تمہین فرض کا اپنے
اِس ملک کی عزت سے تمہاری بھی ہے عزت

اثرات

انسان گردوپیش کی ہر شے سے متاثر ہوتا ہے اور یہ اثرات اگرچہ بالکل ہی غیر محسوس ہوتے ہیں لیکن ان کا عمل نہایت نمایاں طریقہ پر ہوتا ہے اور ان اثرات کو انسانی زندگی کے تغیر و تبدل ترقی تنزل اور ایسے ہی بہت سے واقعات سے گہرا تعلق ہے۔ جس طرح مقناطیس کا اثر کمپاس پر ہوتا ہے یا ماہتاب کے عروج و زوال کا اثر سمندر کے جزر و مد پر ہوتا ہے ایسے ہی دوسروں کے اثرات ہم کو اپنی طرف کھینچتے ہیں۔ اور رفتہ رفتہ ہماری تمام حرکات اور زندگی کے تمام متعلقات دوسروں کی زیر اثر ہو جاتے ہیں اور جس طرح سمندر میں دریاؤں کا پانی مل جاتا ہے اسی طرح دوسرے کے اثرات ہماری زندگی کو بالکل دوسرے کی زندگی کی طرح بنا دیتے ہیں۔ جس طرح دوسروں کے اثرات ہم پر پڑتے ہیں اور ہم اُس سے موثر ہو جاتے ہیں اسی طرح ہمارے اثرات بھی دوسروں کو موثر کرتے ہیں

اوران کے تمام حرکات وسکنات ہمارے زیر اثر ہوجاتے ہین - ہماری بول چال نشست برخاست، ہمارا طرز تحریر، ہمارا لباس اور ہمارے اطوار وخصائل سب ہم نشینون کی طرح ہو جاتے ہین -

ابتدا مین یہ اثر غیر محسوس طریقہ پر شروع ہوتا ہے اور اُس پر نظر نہین پڑتی لیکن رفتہ رفتہ وہ بڑہتا اور نمایان ہوتا ہے اور بالآخر وہ اتنا قوی ہو جاتا ہے - کہ دونون کے اخلاق وعادات مین کوئی امتیاز اور فرق باقی نہین رہتا -

سوسائٹی کا اثر بتدریج شروع ہوتا ہے اور ایک غیر محسوس طریق سے انسان کی طبیعت مین سرایت کرتا جاتا ہے - کچھہ دنون مین ہم سوسائٹی کے اثر کو اچھی طرح قبول کر لیتے ہین اور جس طرح ہم پہلے پہلے غیر مانوس اور ناآشنا حالت مین تھے اوسی طرح ہم اون لوگون مین اس طرح شیر وشکر ہو جاتے ہین کہ اون کی کسی حرکت کی نسبت ہم کو ذرا بھی تعجب نہین رہتا ہے انسان خواہ مخواہ ایک جماعت کا ساتھی ہو جاتا ہے لیکن وہ نہین جانتا کہ مین کیون اوس کا شریک ہون -

یہ سب اثرات ہین جو انسان کی زندگی اور اُسکے حالات مین تبدیلیان پیدا کر دیتے ہین

اثرات کے مدارج | اثرات کے مختلف مدارج ہین۔ مگر بعض اثرات ایسے ہین جو بتدریج ہم کو مؤثر بناتے اور ہماری حالت مین تغیر پیدا کرتے ہین اور بعض اثرات ہم پر بہت جلد ہو جاتے ہین مثلاً اظہار غیظ و غضب کی حالت مین مخاطب کی بعض حرکات اور اوس کی گفتگو کا ہم پر اس قدر تیز اثر پڑتا ہے کہ ہماری حالت مین یکایک خوف ناک تغیر ہو جاتا ہے یا بجاے خوفناک تغیر ہونے کے وہ غیظ و وغضب نہایت ہمدردی اور عفو و کرم مین بدل جاتا ہے۔

ایک مقرر کی تقریر دوسرے کے جذبات اور دل پر اس قدر قابو پالیتی ہے کہ وہ ایک آلہ بے جان کی طرح بغیر سمجھے بوجھے نیکی یا بدی کے کام کر گذرتا ہے گو ہم اس بات پر کسی کو مجبور نہین کرتے کہ وہ ہمارے اثرات قبول کرے اور ہمارا طرز و طریق اختیار کرے اور نہ کوئی دوسرا اس امر پر مجبور ہوتا ہے کہ وہ ہمارے اثرات اور طریقون کو خواہ مخواہ قبول کرے مگر ہمارے اثرات خود بخود اوس کی حالت مین تغیر پیدا کرتے ہین۔

دیکھو فیشن کے اثرات کس قدر وسعت کے ساتھ پھیل رہے ہین اور لوگ اونہین قبول کر رہے ہین حالانکہ وہ اُس کے قبول کرنے کے لئے کسی طرح مجبور نہین ہین اوس کی بُرائیان اور نقائص اچھی طرح اون کے

ذہن مین ہین۔ وہ سمجھتے ہین کہ فیشن اسراف اور محض نمائش کا ذریعہ ہے
جو نہایت مضر اور انسانی تمدن کو خراب کرنے والا ہے۔ مگر اوس کے اثرات
کچھہ اس طرح دلون پر پڑ رہے ہین کہ جو لوگ اس کی برائیان اور نقائص
دکہانے پر ہر وقت تُلے رہتے ہین اون کے لباس کا بہی کچھہ حصہ یا اون کی
نشست و برخاست یا طرز طریق کا کچھہ شائبہ اوس فیشن مین آجاتا ہے۔ اور
وہ اس سے بالکل بے خبر رہتے ہین۔

اگر کسی چیز کو ہم پسند کرتے ہین گو اوس کی بہلائی برائی سے ہم
واقف نہین ہین لیکن ہم اوس چیز کے اثرات کے تابع ہو کر اوس کی حاصل
کرنے کو تیّار ہو جاتے ہین۔

مال و دولت کا اثر بہی انسان پر بہت جلد پڑتا ہے اور دولت مند
لوگ اپنے بہت زبردست اثر رکھتے ہین۔ اگر وہ کوئی بات کہین تو ہم اوسکے
مان لینے کے لئے ہر وقت حاضر ہین اور اُن کی خراب عادتین اور مضر خصلتین
یا اون کا لب و لہجہ اور طرز گفتگو کبہی ہم کو برا نہین معلوم ہوگا۔ ہم اُن سے
مرعوب رہتے ہین اور سمجھتے ہین کہ ہم نے اگر اُن کے خلاف کوئی لفظ نکالا تو
ہماری جان کی خیر نہین۔ یہ دولت کے اثرات ہین جو ہمارے اصلی خیالات کو

دبا دیتے ہین اور ہماری طبیعت پر چھا جاتے ہین۔ اسی طرح مرتبہ اور عزت اور شہرت کا اثر بھی ہے۔ معزز اور مشہور آدمیون کے خلاف کبھی ہم اون کے منہ پر کوئی لفظ اپنی زبان سے نہین نکال سکتے۔ ہمارے دل پر اون کی شہرت اور عزت کا کچھ ایسا سکہ بیٹھ جاتا ہے کہ اون کی بُرائیان بھی ہماری نظرون سے مستور ہو جاتی ہین۔ اسی طرح قوی اور تنومند آدمی یا پختہ خیالات والا آدمی، یا ایسے لوگ جن کا چال چلن نہایت اچھا ہو اور ان کے نیک اور بزرگ ہونے کا لوگ یقین رکھتے ہین ہم اون کی اثرات بہت جلد قبول کر لیتے ہین۔ بہت سے لوگ اسی طرح ذی اثر ہو گئے ہین اور عوام کے دلون مین اون کی نسبت بہت اچھے خیالات پیدا ہو گئے ہین۔ اچھے لوگون کا ہمیشہ اچھا اثر ہوتا ہے نیک آدمی کے اثرات ہماری زندگی کو بہت کارآمد اور مفید بنا دیتے ہین۔ ایک اچھے جنرل کا اثر اپنے سپاہیون پر اور ایک اچھے مالک کا اثر اپنے ملازمون پر ہمیشہ اچھا ہی ہوتا ہے۔

لامعلوم اثرات جب کسی کو کوئی متعدی مرض ہو جاتا ہے تو دوسرون کو اوس سے علیحدہ رکھتے ہین لیکن عام اثرات کی زد سے ہم کسی طرح

علیحدہ نہین رہ سکتے گھرون مین، مدارس مین، دوکانون پر، جلسون مین، غرض کہین نہ کہین ہم ایک دوسرے سے ملنے اور گفتگو کرنے کو ضروری اور تمدن کا ایک جزو اعظم سمجھتے ہین بغیر ملے جلے ہماری ضروریات زندگی کی فراہمی و تکمیل غیر ممکن ہے۔ جب ہم ایک دوسرے سے ملتے ہین تو لامحالہ اوس کا اثر ہم ضرور حاصل کرتے ہین گو اس قسم کے اثرات دیرپا نہین ہوتے مگر جب ہم ہر ایسے شخص سے جس سے ہماری ضروریات زندگی وابستہ ہین روزانہ ملنے اور گفتگو کرنے کے پابند ہین تو ضرور ہے کہ ہم دونون ایک دوسرے کے اثرات سے کافی طور پر متاثر ہو جائین۔

اثرات کا ایک وسیع میدان ہے۔ ہم کو نہین معلوم کہ ہماری گفتگو اور ہماری حرکات کا اثر کہان کہان پڑتا ہے جو لفظ ہماری زبان سے نکلتا ہی وہ ایک اثر لئے ہوے ہوتا ہے اور وہ موثر کرتا ہے۔ جو نصیحتین ہم کرتی ہین یا جو مثالین ہم دیتے ہین اگرچہ ہم ان کے اثر کا پہلے سے اندازہ کر لیتے ہین لیکن بعض وقت بغیر اندازہ کئے ہوے بھی اثر ہو جاتا ہے۔

ایک بار ایک قیدی خلیفہ منصور کے حضور مین لایا گیا اُس نے نہایت ادب کے ساتھ منصور سے کہا کہ ”امیر المومنین بدلہ لینا عدل اور

اُس سے درگزر کرنا افضل ہے۔ خدا کی قسم ہم نہین چاہتے کہ آپ ایک معمولی چیز اختیار کر کے اعلی مرتبہ کو حاصل نہ کرین ؎

قیدی کے ان جملون کا منصور پر بہت اثر ہوا اور اسی اثر مین اس کو معافی دیدی

ہم ایک خوش نما پھول دیکھتے ہین اوس کی خوش نمائی خود بخود ہم کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ قدرتی مناظر کی دل کشی اور اس سے دل چسپیان حاصل کرنا سمندر کی مہیب اور خطرناک موجون سے خوف زدہ ہونا۔ صبح وشام کے پُرلطف منظرون کی طرف دل کا کھچنا۔ ہر ایسی چیز جو نظر فریبی کی لحاظ سے کوئی نہ کوئی بات اپنے اندر رکھتی ہے ضرور ہمارے خیالات اور ہماری توجہ اپنی طرف مائل کر لیتی ہے اور یہ سب نادانستہ اثرات ہین انسان کے طبائع کے اثرات بھی کم وبیش ہم پر اسی طرح پڑتے ہین۔ نیک اور اچھے لوگون کی طرف ہم خود بخود کھچتے ہین اون سے ملنے کو اون کے پاس بیٹھنے کو دل چاہتا ہے مگر برُے لوگون سے ہم دور بھاگتے ہین ۔۔ اون سے نفرت کرتے ہین۔ یہ سب ایسے اثرات ہین جو لامعلوم طریق پر ہمارے دل ودماغ پر قبضہ کر لیتے ہین۔

اثرات ڈالنے کے طریقے مگر جس طرح انسان اپنی عادتون اور خصلتون سے مجبور ہے

اسی طرح وہ اس کی بہی ضرورت سمجھتا ہے کہ دیدہٗ دانستہ لوگون پر اپنا اثر ڈالے اور دوسرے لوگ اوس کے زیر اثر رہین جس سے وہ اپنے خیالات کی تکمیل کرے۔ اکثر لوگون کی عادت ہوتی ہے کہ وہ دوران گفتگو مین اپنے ہاتہون کو اس طرح ہلاتے جاتے ہین جو اُن کے الفاظ کے مطابق ہوتے ہین بعض اپنے منہ اور چہرہ کو باتین کرتے وقت کچہہ اس طرح بناتے ہین کہ جو اون کی گفتگو کی تائید مین ہوتا ہے بعض شاندار الفاظ بول کر اور بعض آواز کے اُتار چڑہاؤ سے اپنی گفتگو کو زور دیتے ہین ان سب کا مقصد یہ ہوتا ہے۔ کہ وہ مخاطب یا سامعین کو اپنے زیر اثر کرین۔ جب کوئی لیکچرار تقریر شروع کرتا ہے تو اوس کا پہلا مقصد سامعین پر اثر ڈالنا ہوتا ہے وہ اپنی تقریر کو اپنی آواز کے اُتار چڑہاؤ سے اور اپنے حرکات و سکنات سے اس درجہ مؤثر بناتا ہے کہ لوگون کے خیالات اور توجہ بالکل اوس کی جانب مائل ہو جاتی ہے۔ اور وہ اپنی تقریر کے مقصد پر بہت سی تائیدین حاصل کر لیتا ہے۔ خوش آواز لوگ اسی طرح لوگون کو اپنی طرف متوجہ کر لیتے ہین۔ فقیرون کی دردانگیز صدا رہ گیرون کے آگے بڑہتے ہوے قدمون کو روک دیتی ہے۔ یہ سب وہ اثرات ہین جو دانستہ پیدا کئے جاتے ہین اور لوگون کو

موثر بنایا جاتا ہے۔

اکثر اثرات عرصہ دراز تک قائم رہتے ہین اور اکثر پشتہا پشت تک چلے جاتے ہین اون کی پائیدار اور نہ مٹنے والے نقوش دل و دماغ مین اسطرح جم جاتے ہین کہ اون کا دور کرنا بالکل غیر ممکن ہوتا ہے۔

مجسمون کے قیام اور تصاویر کے آویزان کرنے سے یہی مقصد ہوتا ہے کہ اوروں پر اون لوگون کے عادات و خصائل کا اثر ڈالا جاے جن کے وہ مجسمے اور تصویرین ہین۔

اچھے یا برے اثرات | اثرات عموماً اچھے بھی ہوتے ہین اور بُرے بھی لیکن تجربہ بتاتا ہے کہ بہ نسبت نیک اثرات کے خراب اثرات بہت جلد اور بہت قوی ہوتے ہین۔ بعض وقت ہم ارادہ کرتے ہین کہ ان اثرات کو کبھی قبول نہین کرینگے لیکن بالآخر قبول کرنے لگتے ہین اور خاص کر ایسے اثرات کم عمرون پر بہ نسبت زیادہ عمر والون کے زیادہ پڑتے ہین اس لئے بچون کو ہمیشہ بُری صحبت سے بچانا چاہئے اور جیسے امراض متعدی سے حفظان صحت کی بنا پر ہم ان کو بچاتے ہین ایسا ہی صحبت بد سے محفوظ رکھنا چاہئے۔

ایک خراب آدمی کی صحبت دوسرون کی زندگی خراب کرنے والی ہے۔

بُری زبان، بُرے خیالات، اور بُری چیزین بُرا اثر پیدا کرتی ہین۔ اس لئے کوشش کرنا چاہئے۔ کہ نیک آدمیون کی صحبتین نصیب ہون۔

خراب کتابین پڑھنے سے بھی دل و دماغ پر خراب اثر پڑتا ہے ہمیشہ اس کا خیال رکھنا چاہئے۔ کہ جو کتاب تمھارے ہاتھ مین آے وہ باعتبار مضامین اور موضوع اچھی کتاب ہو۔ تاکہ اوس کا اثر تمھارے اخلاق اور عادت پر اچھا پڑے

دوسرون پر بیجا اثر نہین ڈالنا چاہئے۔ اپنی گفتگو اور بات چیت کا لب و لہجہ معتدل رکھنا چاہئے۔ دوستون کے انتخاب مین اس بات کا ضرور خیال رکھا جاے کہ نیک اور اچھی عادتون اور برگزیدہ خصلتون والے لوگ تمھارے حلقہ احباب مین ہون جن کا اثر تم پر اچھا پڑے اور تمھاری زندگی خوشی اور مسرت کے ساتھ کارآمد اور مفید ہو۔

نظم

اثر پڑتا ہی ہر اک چیز کا انسان کے دل پر
کبھی محفوظ اس سے کوئی رہ سکتا نہیں دم بھر

نگاہیں کھینچ لیتی ہین اثر کو اپنی قوت سے
سماعت سے کبھی یہ دوڑتا ہے قلب کے اندر

اگر چھو لی کوئی شئ آگیا اوسکا اثر ہم مین
کبھی سونگھی کوئی شئ ہوگیا اسکا اثر ہم پر

ذکی الحس ہون یا بچے ہون ذہین ہون تو جلد
جو بوڑھے یا بطی الحس ہین اون پر ہے اثر کم تر

اسی تم یاد رکھو جو ہین اچھی عادتون والے
ہمیشہ تم ملو ان سے کہ ہی اُن کا اثر بہتر

ہمیشہ کے لئے برباد کر دیگی بری صحبت
برائی کرتی ہی انسان کی حالت بہت ابتر

جو اچھی صحبتین ہین اُنکا ہوتا ہے اثر اچھا
برے لوگون سے رہنا چاہئے ہر ایک کو بچکر

اچھے نمونے

تم نے جب تختی پر حروف ابجد کی مشق کی تھی تو تمہاری مشق کیلئے نقطوں میں حروف کی شکل بنائی گئی تھی۔ اُستاد اسکول کے کلاسوں میں تم کو بورڈ پر ایک نقشہ بنا کر بتاتا ہے کہ اس طرح کا نقشہ تم بھی بناؤ جب تم مصوری سیکھتے ہو تو تمہارے سامنے نمونے کی تصویریں ہوتی ہیں اور چارٹ رکھے جاتے ہیں۔

تم جانتے ہو کہ کسی عمارت بنانے سے پہلے اُس کا نقشہ تیار کیا جاتا ہے اور اُس نقشے کے تیار کرنے میں انجنیر کو اپنی پوری قابلیت صرف کرنی ہوتی ہے۔

جب کوئی مصنف کتاب لکھتا ہے تو وہ ملک کے نامور مصنفین کی کتابوں کو ایک خاص مقصد سے مطالعہ کرتا ہے۔

یہ تمام باتیں اس لئے ہوتی ہیں کہ کام کرنے سے پہلے ہمارے سامنے اچھے نمونے ہوں۔ نقطہ دار حروف، بورڈ کا نقشہ، چارٹ، اور

ماہر فن مصوروں کی تصویرین، قابل مصنفین کی کتابین یہ سب ہماری کامیابی کے لئے نمونے ہین۔

عالی شان اور خوشنما عمارتین جب ہی تیار ہوتی ہین جب ان کے نمونے اچھے ہوتے ہین۔

تم دنیا مین اُسی وقت کامیاب بن سکتے ہو جب تمہارے سامنے اچھے نمونے ہون۔

ہم نے جن نمونون کو مثال کے طور پر بیان کیا ہے اسی طرح ایک انسان بھی دوسرے انسان کا نمونہ ہوتا ہے اور اس کا اثر دوسرے پر پڑتا ہے۔ یہ اثر خیالات، عادات، وضع قطع، رفتار و گفتار سب پر حاوی ہو جاتا ہے۔

تم جب بڑے لوگون کی سوانح عمریان پڑھتے ہو تو اس سے بھی مقصد ہوتا ہے کہ ان کے حالات زندگی کو اپنی زندگی کے لئے ایک نمونہ قرار دو۔

انسانی نمونون کا سب سے پہلے گھر اور خاندان کے اندر اثر ہوا کرتا ہے، بچون کے سامنے اُن کے مان باپ اور چھوٹے بھائی بہنون کے سامنے

اُن کے بڑے بھائی بہن ہمیشہ ایک نمونہ ہوا کرتے ہین۔ اور اس طرح بڑون کے اوپر چھوٹون کے اخلاق کی درستی کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے

ہمیشہ ایک عمدہ صفات اور اخلاق کا آدمی نہ صرف اپنے خاندان کے لئے بلکہ قوم اور ملک کے لئے نمونہ ہوتا ہے۔ دوسرے لوگ کوشش کرتے ہین کہ اس کی مثال اختیار کرین۔

انسان کا نمونہ ہونا ایک خدائی قانون ہے اُس نے خود دنیا کے سامنے انسانیت اور اخلاق کا ایک نمونہ پیش کیا ہے اور وہ نمونہ ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس ہے۔ جیسا کہ قران مجید مین ارشاد ہے۔ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ جس قدر آپ کی زندگی کے حالات پر خواہ وہ گھر کے اندر کے ہون یا باہر کے بچون بیبیون کے ساتھ ہون یا غیرون کے فیصلون یا انصاف سے متعلق ہون یا میدان جنگ سے دوستون سے اُن کا تعلق ہو یا دشمنون سے۔ ہر جگہ اُن مین بہترین اخلاق ہی نمایان ہوتے ہین اسی لئے آپ دنیا کے سامنے ایک نمونہ کامل ہین۔

بعض وقت انسان بغیر نمونہ کے ہی محض اپنے خیالات کی قوت

اور عمدگی سے ایک نمونہ بن جاتا ہے یہ تو سمجھتے ہوگے کہ ہر شخص ایک یا چند مقصد پیش نظر رکھہ کر زندگی مین کام کرنا چاہتا ہے ان مقاصد کی بنیاد بہی وہی خیالات ہین جو اُس کے دماغ مین پیدا ہوتے ہین اور وہ جو کچھہ کرتا ہے انہین خیالات کے تابع ہو کر کرتا ہے اور جب وہ اپنے خیالات مین کامیاب ہوجاتا ہے تو اُس کی کامیابی یا خود اُس کا وجود دوسرون کے لئے ایک نمونہ ہو جاتا ہے۔

تم اگر خود ایک نمونہ بننا چاہتے ہو تو اپنے خیالات مین بلندی اور طبیعت مین استقلال اور ارادون مین استحکام پیدا کرو اور سب سے پہلے کام کے انجام پر نظر رکھو کیونکہ انسان اپنے ہر کام کے انجام کو اپنے دماغ کی آنکھون سے دیکھہ سکتا ہے۔

یہ بہی ذہن نشین رکھنا چاہیے کہ بغیر یکسوئی خیالات اور کوشش کے کوئی مقصد حاصل نہین ہوتا اور کوئی کام بغیر اسباب پیدا کرنے کے انجام کو نہین پہونچ سکتا ہے۔

زندگی مین خوشی اور مسرت کے بہت سے اثرات ہوتے ہین جو ہم کو فریفتہ کر لیتے ہین اور ہم اپنے مقاصد کی انجام دہی سے غافل

ہو جاتے ہین یا کچھہ ایسی مشکلات آجاتی ہین اور کامون مین بعض رکاوٹین
پیدا ہو جاتی ہین جو شکستہ دلی کا باعث ہوتی ہین اور اُس وقت طبیعت کو
یہ ضرورت محسوس ہونے لگتی ہے۔ کہ ان سب مقاصد کو چھوڑ دین اور
آرام سے ساتھہ بیٹھین ایسی فریفتگی اور شکستہ دلی سے جو آدمی مغلوب
ہو جاتے ہین وہ دنیا کے سامنے کوئی نمونہ پیش نہین کر سکتے ۔

یاد رکھو کہ نمونہ بننے کی بہی ایک بنیاد ہے خواہ تم اپنی سعی عمل سے نمونہ
بنو یا دوسرون کی مثال اختیار کرنے سے ۔ وہ بنیاد نیک خیالات کی ہے
اور ہمیشہ جو لوگ کام کرتے رہتے ہین اُنہین کے دماغ مین اچھے خیالات
پیدا ہوتے ہین ۔ جو لوگ بیکار اور سست رہتے ہین اُن کے دماغ مین
بلند اور نیک خیالات کا گذر ہی نہین ہوتا ۔

خیالات کے بعد دوسرا درجہ کوشش اور عمل کا ہے اور اسکی بغیر بہی
کوئی چیز حاصل نہین ہوتی حتےٰ کہ انسان کی روزی بہی اُس کی کوشش پر
منحصر کر دی گئی ہے اور رزاق مطلق نے بہی جس کے ہاتھہ مین رزق ہے
اور جسے ہر چیز پر قدرت حاصل ہے اس کا حکم دیا ہے ۔ محض قسمت کے
بھروسہ پر رہنا عقل مندی کی بات نہین ہے اور جو لوگ قسمت پر بھروسہ

کر کے بیٹھ جاتے ہین وہ نہ تو خود دنیا مین کوئی کامیابی حاصل کر سکتے ہین اور نہ دوسرون کے لئے نمونہ بن سکتے ہین۔ زندگی مین خوفناک حالتین اکثر پیدا ہوتی رہتی ہین لیکن ارادے اور کوشش کی مضبوط قوتین ان حالتون کے نتائج بد سے محفوظ رکھتی ہین اور جو لوگ اس طرح محفوظ رہتے ہین وہی موجودہ اور آئندہ نسلون کے سامنے ایک نمونہ بن جاتے ہین

کسی دوسرے کا نمونہ اختیار کرنے کے یہ معنی نہین ہین کہ ہو بہو اُسکی نقل کیجاے بلکہ ہم ایک چھوٹے سے نمونے کو بڑا نمونہ بنا سکتے ہین ہم ایک ادنیٰ مثال سے ایک اعلیٰ مثال قائم کر سکتے ہین ہم ایک شکل سے دوسری شکل کو بدل سکتے ہین مثلاً ایک انجنیر نے کسی خوشنما مکان کو دیکھا اور وہ خود ایک خوشنما مکان بنوانا چاہتا ہے تو وہ انجنیر اس مین اپنی دماغی قوت اور خیال سے ایسی تبدیلیان اور جدتین پیدا کر لیتا ہے کہ اُس کا نقشہ اور اُس کا نمونہ بجاے خود ایک عمارت بن جاتی ہے۔

ایک شخص نے صداقت ضمیر قائم رکھنے کے لئے ایک مالی قربانی گوارا کر لی اُس نے اپنے آپکو مالی دقتون مین پھنسا لیا، اُس نے ہر قسم کی تکلیفین اُٹھائین گویا وہ صداقت ضمیر کا ایک عمدہ نمونہ بن گیا۔

اب صداقت ضمیر کا ایک اور اعلیٰ خیالات رکھنے والا شخص جس مین استقلال کی طاقت اور عمل کی قوت موجود ہے اپنی صداقت ضمیر کے امتحان کے وقت اس سے زیادہ مصیبتین اُٹھاتا ہے جسمانی تکلیفین برداشت کرتا ہے اور بالآخر وہ سولی کے تختے پر چڑہ جاتا ہے اور آب دار تلوارون کے نیچے اپنی گردن جھکا دیتا ہے مگر ضمیر کے خلاف کام نہین کرتا گویا اس دوسرے شخص نے پہلے شخص سے بہتر اور اعلیٰ نمونہ قائم کر دیا۔

دنیا کی تاریخ ہر قسم کے نمونون سے بہری ہوئی ہے اور جس طرح تم بڑی بڑی دوکانون اور کارخانون کی فہرستون مین قسم قسم کی چیزون کے نمونے دیکھتے ہو اُسی طرح تم کو تاریخون مین ہر قسم کے بلند سے بلند نمونے نظر آئین گے اور جس طرح تم بےتابانہ شوق کے ساتھہ چیزون کو پسند کر کے اُن کا آرڈر دیتے ہو اُسی طرح اگر تم تاریخ مین ان نمونون کو دیکھکر کوئی نمونہ اپنے لئے پسند اور اختیار کروگے تو بالآخر تمہارا نام بھی انہین نمونون کے ساتھہ شامل ہوگا۔

تاریخ کے ان بےشمار نمونون مین سے اس سلسلہ مین ایک نمونہ شاہ عبدالرحمن والی قرطبہ کا ہے جو انصاف کا نہایت زبردست نمونہ تھا

اُس کا عزیز بیٹا شاہزادہ عبداللہ ایک سازش مین ماخوذ ہوا۔ تحقیقات کی جب نوبت آئی تو شاہزادہ نے اپنے باپ سے سچ سچ کہدیا کہ بیشک وہ شریک جرم تھا۔لیکن یہ اُس کا ذاتی فعل نہ تھا بلکہ اور بہت سے لوگون کے بہکانے سے یہ قصور ہوا ہے۔ تاہم جرم ثابت ہو چکا تھا اور جو سزا ے موت ایک باغی کو دینا چاہیئے۔ وہی اپنے عزیز فرزند کے لئے بھی تجویز کی۔ گو اُس کو شاہزادہ سے محبت تھی اور وہ اُسے عزیز رکھتا تھا لیکن اپنے بیٹے کے خون کے مقابلہ مین انصاف کا خون نہین کرنا چاہتا تھا شاہ عبدالرحمن کے دوسرے فرزند الحاکم نے بادشاہ سے اپنے بھائی کی جان بخشی کی درخواست کی۔ مگر عبدالرحمن الناصر نے جواب دیا کہ بیشک تمہاری سفارش اور درخواست حق بجانب ہے، اور اگر میری خود ایک معمولی، آدمی کی حیثیت ہوتی تو مین بھی وہی کرتا جو تم کر رہے ہو اور میری بھی یہی خواہش ہے، لیکن مین بادشاہ ہون مجھے انجام پر غور کرنا ہے اور لوگون کے لئے عدالت کی ایک نظیر قائم کرنی ہے۔ گو مجھے اپنے فرزند کے لئے رونا پڑیگا اور تا زندگی روتا رہون گا لیکن فیصلہ وہی کرون گا جس کا انصاف متقاضی ہے۔ مجھے حضرت عمرؓ فاروق کے نقش قدم پر چلنا چاہیئے

تمہارے آنسو، میری حرمان نصیبی، خاندان کا رنج و ماتم، غرض کوئی چیز اس بدنصیب کو اُس جرم کی پاداش سے نہین بچا سکتی جو اوس سے، سرزد ہوا ہی اُسی رات شاہزادہ عبداللہ قید خانہ مین قتل کیا گیا اور دوسرے دن رصافہ کے قبرستان مین دفن ہوا۔

نظم

ہوتی ہین اپنے ملک مین جو لوگ خوش خصال
رہتا ہی دوسرون کو بھی اُن کا بہت خیال

سب چاہتی ہین اُنکے قدم پر قدم رکھین
جو اُن مین ہو کمال، وہ ہم مین بھی ہو کمال

جو اُن مین عادتین ہین وہ ہم مین بھی ہون ضرور
ہم بھی زمانہ بھر مین ہون اُن جیسے خوش خصال

جو خوبیان ہون اور ون مین حاصل کرو انہین
جو اچھی اچھی باتین ہون اُن کا کرو خیال

آجائین گی جو تم مین بھی یہ نیک خصلتین
تم اپنے ملک و قوم مین بن جاؤ گی مثال

ضمیر

خالق اکبر نے انسان میں ایک خاص قوت رکھی ہے جس کا نام "ضمیر" ہے جو قدرتی طور پر نیکی اور بدی کا احساس پیدا کرتی ہے۔ جس طرح تعلیم یافتہ اور متمدن لوگوں میں یہ قوت ہوتی ہے اسی طرح وحشیوں اور جاہلوں میں بھی پائی جاتی ہے۔

تربیت و تعلیم ضمیر کو مجلّی کرتی ہے۔

لیکن جس طرح اچھے سے اچھے ہیرے میں بھی بغیر پالش کے چمک دمک اور رونق پیدا نہیں ہوتی اسی طرح اس قوت کا بھی حال ہے۔ تعلیم و تربیت سے اِس قوت کو ترقی ہوتی ہے اور اُس کے احساس میں تیزی پیدا ہو جاتی ہے۔ تعلیم و تربیت ضمیر کو مجلّی کرتی ہے اور جس قدر اچھی تعلیم ہو گی اُسی قدر ضمیر مجلّی اور مصفّیٰ ہو گا۔

یہ قوت ہم کو ہمارے اچھے کام کی داد دیتی ہے، اچھے کام کرنے پر اُبھارتی ہے اور بُرے کام سے روکتی اور اوس پر نفرین کرتی ہے۔ اسی قوت کا نام نفسِ "لوامہ یا مطمئنہ" ہے۔

جو لوگ ضمیر کی ملامت کی پروا نہین کرتے وہ بداخلاقیون مین مبتلا ہو جاتے ہین۔

جو لوگ ضمیر کو دبا دیتے ہین اور نفس لوّامہ کی ملامت کی پروا نہین کرتے وہ سراسر بداخلاقی کی مثال بن جاتے ہین۔

اگر تم اپنے افسر، آقا یا بزرگ سے کوئی جھوٹ یا فریب کی بات کہو تو اس وقت تم مین ایک اضطراب پیدا ہو گا اور ایک دلی شرمندگی محسوس ہو گی۔ گویا تمھارا ضمیر تم کو ایسی بات کہنے سے روک رہا ہے یا نفس لوامہ ملامت کر رہا ہے اور جب تم اُس کی پروا نہ کر کے جھوٹ یا فریب کی بات کہدو گے تو تم محسوس کرو گے کہ کوئی چیز تم کو نادم اور پشیمان بنا رہی ہے۔ گویا تم اُس وقت اپنے ضمیر کے سامنے ایک مجرم کی حیثیت مین کھڑے ہوئے ہو۔

ضمیر کے مشورون پر عمل کرنے سے انسان کو سکون و اطمینان حاصل ہوتا ہے۔

اسی طرح تم ہر چیز سے بے پروا ہو کر ایمانداری اور صداقت کے ساتھ کوئی بات کہنے یا کرنے کا ارادہ کرتے ہو یا جب کہتے یا کرتے ہو تو تم کو ایک خوشی اور تسکین محسوس ہوتی ہے اور تمھارا ضمیر تم کو داد دیتا ہے اور نفس مطمئنہ تم مین اطمینان پیدا کر دیتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ افعال و اعمال کے ظاہری نتائج سے قبل ہی اچھے یا بُرے کامون کی نسبت ایک مخفی نتیجہ نکل آتا ہے یعنی خود ہمارا ضمیر ہم مین اضطراب اور بے آرامی پیدا کر دیتا ہے۔ ہمین اُسی وقت رنجیدہ اور غمگین بنا دیتا ہے وہ اُسی وقت ہم مین خوشی بھی پیدا کرتا ہی اور ایک ایسی مسرت کا تحفہ ہمین دیتا ہے جو اور کسی طریقہ سے حاصل نہین ہو سکتا۔

کوئی چور جو کسی چیز کی چوری کرتا ہے اور مالک مال کو اُس کی خبر نہین ہوتی، وہ پولیس مین گرفتار نہین ہوتا۔ مجسٹریٹ کی یہان سے سزا نہین ملتی مگر چور کا ضمیر اُسے ہمیشہ تکلیف دیتا رہتا ہے اسی طرح اگر کسی کے ہاتھ سے کسی کو ضرر پہونچ جاے اور ضرر رسیدہ آدمی کو اپنے ضرر رسان کا نام اور پتہ تک بھی معلوم نہوا اور کوئی بدلہ بھی ضرر رسان کو نہ ملے لیکن خود اُس کا ضمیر ہر وقت اس ضرر کا بدلہ دیتا رہتا ہے اور یہی افعال و اعمال کے حقیقی نتائج ہین۔

اکثر ایسے ملزمون کے واقعات بھی سُنے گئے ہین جنھون نے اپنے آپ کو خود انصاف کے ہاتھ مین سُپرد کر دیا ہے کیونکہ ان کے

ضمیر نے اُن کو ملامت کی اور اُنھین پشیمان کیا۔

کثرت معاصی ضمیر کی احساس کو باطل کر دیتی ہی

بہت سے جرم کرنے والے ایسے ہوتے ہین جنھین اپنے جرم کا احساس بھی نہین رہتا اور بہت سے ایسے لوگ ہوتے ہین جنھین اپنے خفیف جرم اور چھوٹی سے چھوٹی غلطی کا بھی بہت بڑا احساس ہوتا ہے۔ وہ شخص جو ایک جرم یا بد اخلاقی کرنیکے بعد اپنے ضمیر کی ملامت سے سنبھل جاے تو سمجھ لینا چاہی کہ اُس کا ضمیر زندہ ہے اور اگر وہ جرائم اور بد اخلاقیون پر دلیر ہوتا ہوا چلا جاے اور اپنے ضمیر کی پروا نہ کرے تو بے شک یہی متصور ہوگا کہ اوس کا ضمیر مردہ ہو چلا ہے۔ ضمیر گویا ایک روشنی ہے جس مین ہم کو ہر سیاہ و سفید چیز نظر آتی ہے لیکن بد اخلاقیون کا لگاتار سلسلہ جو عموماً بُری صحبت، بُری سوسائٹی، بُرے خیالات اور خراب کتابون کے پڑہنے سے قائم ہو جاتا ہے اس روشنی پر تاریک پردہ ڈال دیتا ہے اور اچھے بُرے کی تمیز جاتی رہتی ہے۔

اشخاص سے گذر کر کبھی کبھی تمام قوم کی ضمیر مردہ ہو جاتے ہین

جسطرح اشخاص کے ضمیر پر مُردنی چھا جاتی ہی یا تاریک پردہ پڑ جاتا ہے اُسی طرح قومون کی حالت بھی ہو جاتی ہی

اسلام سے قبل عرب کی حالت

مثلاً تم نے عرب کے عہد جاہلیت کے حالات پڑھے ہوں گے جہاں ذرا ذرا سی باتوں پر خون ریزیاں ہوتی تھیں۔ قتل و غارت، ظلم اور چوری اور ایسے ہی دوسرے تمام برے اخلاق عام طور سے سرایت کئے ہوئے تھے، اُن سے نیک و بد کی تمیز اور برائی بھلائی کا احساس جاتا رہا تھا گویا ان کی فطری قوتوں میں سے ضمیر کی قوت سلب ہو گئی تھی۔ تاہم اس قوم میں بعض اشخاص ایسے بھی تھے جنکا ضمیر زندہ تھا، اُن کی قوت قائم تھی۔ اِن کو نیکی و بدی کا احساس تھا۔ ایسے اشخاص میں ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے جدّ اکرم عبد المطلب خاص طور پر مشہور و معروف تھے لیکن در اصل ضمیر کو کبھی موت نہیں آتی اور اُس کی روشنی کبھی زائل نہیں ہوتی۔

آنحضرت کی تعلیم نے عرب کے ضمیر کو مجلا کر دیا

چنانچہ جب رسول مقبول صلعم مبعوث ہوئے، آپ نے اخلاق کی تعلیم پھیلائی تو اُس قوم کا ضمیر بیدار ہو گیا اُس میں قوت آ گئی اور وہ تاریک پردہ جو قرنوں اور برسوں تک پڑا ہوا تھا اُٹھ گیا اور اس قوم کے ایسے اچھے اخلاق ہو گئے کہ تمام دنیا نے

اخلاق حسنہ مین اُسی کو اُستاد مانا،

اسی طرح اور بہی قومون کی حالت ہے اور جس طرح اشخاص ترقی و تنزل اور عزت و ذلت مین ضمیر کا تعلق ہے اُسی طرح اقوام کی حالت مین بہی ضمیر کی رہبری کو دخل ہے۔

اتباع ضمیر کے نتائج

اگر ہم ہمیشہ اپنے ضمیر کے مطابق کام کرنے کا ارادہ کرلین اور اُسی کے مطابق کام کرتے رہین تو ضمیر مین تیزی پیدا ہو جاتی ہے اور نیکی و بدی کا ہم کو فوراً احساس ہو جاتا ہے۔ کسی کام کے کرنے کے قبل ہم اُس کے متعلق صحیح فیصلہ کرسکتے ہین۔ گویا ضمیر رہبر ہو جاتا ہے اور بالآخر وہ ہمین دوسرون کا رہبر بنا دیتا ہے اور ہمارے خیالات لطیف و پاکیزہ ہو جاتے ہین اور بجلی کی قوت کی طرح تیزی کے ساتھ ہم خیال، ارادے اور کام کی بھلائی اور برائی کو محسوس کرلیتے ہین۔

دنیا کی مصلحین ہمیشہ ضمیر کا اتباع کرتی رہے ہین

دنیا کے جتنے بڑے بڑے رہبر گذرے ہین اور جن کے مضبوط ارادے، جن کی بھلائیان اور جنکی نیکی کے کام آج بطور نمونہ کے ہمارے سامنے ہین وہ اپنی تمام زندگی مین اپنے ضمیر کو اپنا مشیر سمجھتے رہے اُنھون نے ضمیر کی پیروی مین نہ تو مال و دولت کا

لالچ کیا نہ وہ باجبروت بادشاہون کے غیظ و غضب سے مرعوب ہوئے
نہ اُن پر دوستون کی دوستی اور عزیزون کی محبت کا کچھ اثر پڑا اور نہ اُنہون
نے اپنے آرام و آسائش کی پروا کی۔ اُن کو صرف اپنے ضمیر کی پروا رہی
یا نفس لوّامہ کی ملامت اور نفس مطمئنہ کی تسکین کا خیال رہا۔

اتباع ضمیر مین مشکلات کا سامنا۔

تمکو معلوم ہے کہ تمام دنیا کے مسلمانون کا بہت بڑا حصہ چار
امامون کا پیرو ہے۔ یعنی امام ابو حنیفہؒ۔ امام شافعیؒ۔ امام
مالکؒ۔ امام احمد حنبلؒ یہ چارون ایسے بزرگ اور بڑے امام گذرے ہین کہ
ان کے نام سے خاص خانۂ کعبہ مین چار مصلّے قائم ہین۔ لیکن اپنے اپنے وقت مین
ان چارون امامون کو بڑی بڑی سخت تکلیفین دی گئین کہ وہ اپنی ضمیر کے
خلاف باتون کا اقرار کرلین۔ ان مین سے حضرت امام مالکؒ پچیس برس
تک گھر سے باہر نہ نکل سکے۔ اِن کی مشکین اس قدر کسی گئین کہ بازو اُکھڑ
گیا پھر اُن سے کہا گیا کہ تم اِس مسئلہ کی صحت کا اقرار کرو جسے وہ دل
سے غلط جانتے تھے لیکن آپ نے علی الاعلان اُس سے انکار کیا۔

اسی طرح حضرت امام حنبلؒ قید کئے گئے، بیڑیان ڈالی
گئین۔ وہ شام کو مجلسون مین بلائے جاتے لوگ اُن کو طمانچہ مارتے

اور مُنھ پر تھوکتے۔ روزانہ بید کی سزا دی جاتی لیکن کبھی اس بات کا
اقرار نہین کیا جس کو وہ اپنے ضمیر کے خلاف سمجھتے تھے۔

یہ تو بڑے بڑے اماموں کا حال تھا لیکن ایک معمولی آدمی
بھی اسی طرح اپنے ضمیر کی قوت کا ثبوت دے سکتا ہے۔ قدیم
زمانہ مین دستور تھا کہ جمعہ و عیدین کی امامت و خطابت خود حاکم وقت
کیا کرتا تھا ایسے خطبے عموماً زبانی تقریر کی طرح ہوا کرتے تھے حجاج
بن یوسف ایک نہایت ظالم و جابر حاکم تھا ایک دن اسکے خطبۂ جمعہ
مین اتنی طوالت ہو گئی کہ نماز کا وقت تنگ ہونے لگا صفون مین سے
ایک شخص نے اُٹھکر نہایت آزادی کے ساتھ کہا کہ وہ نماز کا وقت آگیا ہے
اور وقت تیرا انتظار نہ کرے گا اور نہ خدا اس طرح وقت گذار دینے کو
معاف فرمائے گا۔ حجاج کو اسکی یہ آزادی بہت ناگوار ہوئی اوس نے
قید کا حکم دے دیا۔ جب وہ قید مین گیا تو لوگ اوسکے پاس گئے اور
کہا کہ اگر تو اپنے آپ کو مجنون ظاہر کرے تو چھوڑ دیا جائے اوس نے
کہا کہ جب خدا نے مجھکو تندرست کیا ہے تو مین اپنے آپ کو کیون
بیمار بناؤن۔

ضمیر ایک عدالت ہی

ضمیر بجائے خود ایک عدالت ہے اور ہمارے سب افعال، ارادے اور خیالات تک اوسکے سامنے انصاف کے لئے پیش ہوتے ہین اور جس طرح کہ شہنشاہ کی عدالت انصاف (پریوی کونسل) حصول انصاف کی سب سے بڑی عدالت ہے اُسی طرح ہمارے ضمیر کی عدالت بھی ہمارے انصاف کی سب سے آخری جگھ ہی بلکہ یہ عدالت اُس عدالت اعلیٰ سے بھی بالاتر ہے جہان نہ کسی ثبوت کی ضرورت ہے اور نہ شہادت کی۔ ہر چیز اس عدالت کی آنکھون کے سامنے ہے۔

ضمیر کا فیصلہ سب سے زیادہ صحیح ہے۔

اگر تمہارے کسی کام پر تمام مخلوق تمہاری تعریف کرے لیکن تمہارا ضمیر تعریف نہ کرے تو یہ آخر الآمر ہی فیصلہ ٹھیک فیصلہ ہوگا

اسی طرح دوسرے اشخاص تمہاری باتون کو کیسا ہی بُرا کہین اور اوس پر نفرین کرین لیکن تمہارا ضمیر اگر اوسکی تحسین کرے اور ٹھیک بتائے تو وہ ٹھیک ہی ہوگا۔

دیکھو قومی اصلاح کرنے والون نے جب کوئی اصلاح

شروع کی ہے تو اُن کو زمانے نے بُرا کہا اور اُن کے کام پر تبرّا کیا لیکن چونکہ اُن کے ضمیر نے اس کام کو ٹھیک بتایا اس لئے انھون نے کسی بات کی پروا نہین کی اور اون کا قدم ہمیشہ آگے ہی بڑھتا گیا۔

تمام دوستون سے اور تمام محبت کرنے والون اور ہوا خواہون سے غرض ہر شخص سے زیادہ بہتر دوست اور سچا مشیر صرف اپنا ضمیر ہے۔

ضمیر انسان مین قوتِ عمل پیدا کرتا ہے

جس طرح سمندر مین لائٹ ہاؤس خطرہ کی جگہ بتاتا ہے اور جس طرح پرشور سمندر مین جہازران کو اپنے کمپاس پر بھروسہ ہوتا ہے اوسی طرح زندگی کے پُرخطر اوقات مین ہمارا ضمیر ایک لائٹ ہاؤس اور ایک عمدہ کمپاس کی مانند کام دیتا ہے مگر اس سے بھی زیادہ ہمارا اصلی دوست اور محسن وہ شخص ہے جو ہمارے ضمیر کی خفیہ قوتون کو بیدار کرتا ہے دراصل دنیا مین جس قدر نبی مبعوث ہوے انہون نے سب سے پہلے ضمیر ہی کو بیدار کیا اور ہمارے خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

تو اس کی تکمیل فرما دی۔

قرآن مجید کا مطالعہ ضمیر کو روشن کرتا ہی

اور قیامت تک کے لئے ہمارے پاس ایک ایسی چیز چھوڑی کہ اگر ہم اُس کا مطالعہ کرتے رہین تو کبھی ہماری ضمیر کی روشنی پر نہ تو کوئی پردہ پڑ سکتا ہے نہ کبھی اُس کی قوت مین ضعف آسکتا ہے نہ کبھی وہ مردہ ہو سکتا ہی۔ وہ چیز کتاب مبین یعنی قرآن مجید ہے۔ اگر تم اُس کو سمجھ کر پڑھتے رہو تو وہ تمھارے لئی سب سے بڑا ہادی ہی+

نظم

ضمیر کرتا ہی ہر ایک بات پر مجبور ‏ ‏ ہر ایک چیز مین قوت اسی کی ہی مشہور
اسی سی ہوتی ہین جذبات قدرتی محسوس ‏ ‏ اُسی سی ہوتی ہین انسان کی کوششین مشکور
یہی ہی ظلمت اعمال جس سی مٹ جاے ‏ ‏ اسی سی ہوتی ہی انسان کی زندگی پر نور
ہر اک کو کرتا ہی افعال بد پہ یہ نادم ‏ ‏ اور اچھی کامون پہ کرتا ہی قلب کو مسرور

جو اچھے کام ہین ان سی کبھی نہ منھ موڑین
بُرے خیال رکھین اپنے دل سی ہر دم دور

عزت اور خودداری

حقیقی عزت اخلاق حسنہ سے ملتی ہے

انسان کی اصلی عزت اپنے شریفانہ خیالات، اپنی عمدہ اخلاق اور بہترین نفع پہونچانے والے کامون سے ہوتی ہے اور ان تمام باتون کا اثر عام طور پر اس قدر گہرا ہوتا ہے کہ ہر شخص خواہ ایسے معزز آدمی سے تعلق یا واسطہ ہو یا نہو اوس کی دل سے عزت کرتا ہے اور اُس کا ادب کرنا اپنے اوپر لازم جانتا ہے۔ اگر ایسا شخص کبھی اتفاق سے یا حاسدون کی سازشون سے تکالیف و مصائب مین مبتلا ہو جاتا ہے تو اوس کے ساتھ ایک عام ہمدردی کی لہر پیدا ہو جاتی ہے۔ اور ہر شخص اوس کی مدد کرنا اپنا فرض جاننے لگتا ہے۔ اوس پر جو حملے کئے جاتے ہین دوسرے لوگ اوس کو بچانے کی کوشش کرتے ہین۔

ہمارے والدین یا اوستاد یا آقا پر جب کوئی حملہ کرتا ہے یا اون کی بے عزتی کرنا چاہتا ہے تو ہم اوسکے مقابلہ کے لئے تیار ہو جاتے ہین کیونکہ ہم اُن کی عزت کرتے ہین ہمارے وطن پر جب حملہ ہوتا ہے تو ہم اپنی جانون کو

معرض خطر مین ڈال دیتے ہین کیونکہ ہم اوس کو ایک معزز ملک سمجھتے ہین۔
غرض انسان فطرتاً اوس شخص یا اوس چیز کی عزت کرنے پر مجبور ہے جو
معزز ہے لیکن بعض آدمی خاندان یا دولت کی وجہ سے اپنے آپ کو لازمی
یا موروثی طور پر معزز سمجھتے ہین۔

نسب و حسب اور دولت و حشمت سے حقیقی عزت حاصل نہین ہوتی

اس مین شک نہین کہ شرافت نسب، اور خاندانی بزرگی، دولت اور حشمت ضرور ذریعہ عزت ہین لیکن انسان کی ذاتی عزت دوسری ہی شے ہے۔

خاندان کی عزت افراد کی عزت کے ساتھ وابستہ ہے

خاندان کی بزرگی جب ہی قائم ہوتی ہے جب کہ اوس مین ایک ایسا آدمی گذرتا ہے جو اپنے اخلاق مین نہایت ممتاز سمجھا جاتا ہے مثلاً خاندان سیادت کی عزت کیون ہے محض اس وجہ سے کہ وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاندان ہے چونکہ آپ بے انتہا معزز تھے اس لئے آپ کی نسبت سے آپ کا خاندان بھی معزز ہو گیا لیکن جب اہل خاندان مین سے اپنے بانی خاندان کے فضائل کا پرتو جاتا رہتا ہے تو پھر کوئی عزت باقی نہین رہتی۔ بہت سے آدمی جو اپنے آپ کو سید کہتے ہین اور خاندان سیادت کا دعویٰ کرتے ہین لیکن اون کے اخلاق اور افعال

قابل عزت نہین ہین۔ تو وہ کچہہ بہی عزت نہین رکہتے۔

دولت ذریعہ مسرت ہی بشرطیکہ وہ جائز ذرائع سے حاصل کیگئی ہو

اسی طرح دولت کی حالت ہے کہ جب تک وہ رہتی ہے اوسوقت تک دوسرون سے عزت کراتی ہے۔

لیکن اس مین بہی یہ شرط ہے کہ وہ ایمانداری کے ساتہہ حاصل کی گئی ہو اور نیک کامون مین خرچ ہوتی رہے۔

پہر اگر وہ چلی بہی جاتی ہے تو اپنے پہلے مالک کو معزز چہوڑ کر جاتی ہی کیونکہ ایسے ایماندار اور مخیر آدمی افلاس کی حالت مین بہی معزز رہتے ہین

بایں ہمہ خاندان اور دولت فی نفسہ کوئی عزت کی چیز نہین ہین بلکہ انسان خود اپنے اخلاق اور اعمال سے اون کو باعزت بناتا ہے ورنہ ایک ایسے شخص کی عزت جو محض خاندان یا موروثی دولتمندی کی بنا پر ہو ایک جہوٹی عزت ہے۔

روپیہ درحقیقت کامون کے کرنے اور ضروریات زندگی کی فراہمی کا ایک ذریعہ ہے ورنہ کوئی ایسی چیز نہین ہے جو عزت کے لائق ہو۔ تو صرف اوس کی وجہ سے کسی آدمی کو کس طرح عزت حاصل ہوسکتی ہے۔

امراکی عزت اوس وقت سچی عزت متصور ہوگی جب اون کے افعال بہی عزت کے قابل ہون ورنہ بہت سے امیر ایسے ہوتے ہین جن کی کہین بہی

عزت نہین کی جاتی

حقیقی عزت کا اثر حکومت پر | بعض سادہ زندگی بسر کرنے والے لوگ جو علم واخلاق کی دولت سے بہرہ ور ہوتے ہین بڑے بڑے شاہزادون اور امیرون سے کہین زیادہ عزت کی نظر سے دیکھے جاتے ہین اور ملک اون کا بادشاہون سے زیادہ احترام کرتا ہے اور بادشاہ ان سے مرعوب رہتے ہین۔

ایک مرتبہ خلیفہ ہارون الرشید کا لشکر شہر رقہ مین خیمہ زن تھا۔ اتفاقاً اوسی موقع پر حضرت عبداللہ ابن مبارک کا گذر شہر مذکور مین ہوا۔ ان کے استقبال کے لئے لوگون کا یہ ہجوم ہوا کہ سارے اُفق پر غبار چھا گیا اور کشمکش سے مین آدمیون کی جوتیان پارہ پارہ ہوگئین۔ حرم سرای خلافت کے چوبی برج سے خلیفہ کی ایک کنیز نے جو یہ ہنگامہ دیکھا تو حیرت زدہ ہو کر پوچھا کہ یہ کیا ماجرا؟ کسی نے کہا کہ خراسان کے عالم ابن مبارک اس شہر مین تشریف لائے ہین ان کے لینے کے لئے مخلوق کا ہجوم ہو رہا ہے۔ شوخ مزاج کنیز نے بیساختہ کہا کہ واللہ حکومت اس کو کہتے ہین۔ ہارون کی کیا حکومت ہے جس کے یہ لوگ اہلکارون کے زور اور دباؤ سے جمع ہوتے ہین۔

یہ تو اہل ملک کے احترام کا قصہ ہے اب ایک اور عالم کے جلال

وعظمت کو دیکھو۔

امیر تیمور نے ایک روز اپنا ایک قاصد کسی ضروری کام پر روانہ کیا تھا اور اُس کو یہ عام اجازت تھی کہ ضرورت کے وقت جس کا گھوڑا مل جاے اُسپر سوار ہولے قاصد کو چلتے چلتے کسی موقع پر سواری کی حاجت ہوئی۔ اتفاقاً اوسی موقعہ پر علامہ تفتازانی مصنف مطول خیمہ زن تھے اور اون کے خیمے کی پیش گاہ مین اُن کے گھوڑے بندھے ہوے تھے۔ برید وہان گیا اور جاتے ہی بیدھڑک ایک گھوڑا کھول لیا علامۂ ممدوح اس وقت اپنے خیمے کے اندر تھے اس قصہ کی اطلاع ہوئی تو نہایت برہم ہوے اور قاصد سلطانی کو پٹوا کر نکلوا دیا وہ جب لوٹ کر دربار مین پہونچا تو اس نے علامہ تفتازانی کی شکایت پیش کی۔ امیر تیمور کا جو حال یہ ماجرا سُنکر ہوا ہوگا آسانی سے قیاس مین آسکتا ہے۔ ہیجان غضب کے سبب سے تھوڑی دیر ساکت رہا اس کے بعد کہا کہ شاہ رخ یہ حرکت کرتا تو بیشک سزا پاتا مگر مین ایسے شخص کا کچھہ نہین کرسکتا جس کا قلم ہر شہر و دیار کو میری تلوار سے پیشتر فتح کرچکا تھا۔

خودداری بغیر حقیقی عزت کے قائم نہین رہتی	بعض آدمی بظاہر نہایت معزز ہوتی ہین اون کے اخلاق

اون کے عادات اور اون کے کام بہت خوشنما معلوم ہوتے ہین اور لوگ اون کی سچے دل سے عزت بہی کرتے ہین لیکن اون مین دراصل عزت کی روح نہین ہوتی۔ یعنی خودداری کی صفت معدوم ہوتی ہے۔

جب ہم خودداری کا لفظ استعمال کرتے ہین تو اس کا مقصد اور مفہوم یہ نہین ہے کہ انسان دوسرون کی نظرون مین خوددار ثابت ہو بلکہ خود اپنی نظرون مین خوددار بنے اور یہی خودداری ہے اور اسی کا نام عزت کی روح ہے۔

اس سے ہمیشہ اصلی اعزاز کی طرف قدم آگے بڑہتا ہے۔ دماغ مین اچہے خیالات پیدا ہوتے ہین۔ خوددار انسان ہمیشہ اپنے عادات حرکات وسکنات کو جانچتا رہتا ہے۔ اوس کو خیال رہتا ہے کہ اگر مین کوئی غلطی کرون تو مجہے اپنے ضمیر کی عدالت مین ایک مجرم کی حیثیت سے پیش ہونا پڑے گا اور اگر وہ غلطی ظاہر ہوگئی تو عوام الناس کی نظرون مین اپنے درجہ سے گر جاؤن گا اور عزت خطرہ مین پڑ جاے گی۔

ایسے آدمی جو خوددار ہوتے ہین۔ ہمیشہ اپنی غلطیون پر نظر رکہتے ہین اور قبل اس کے کہ ان سے وہ غلطیان اور عیوب سرزد ہون اور دوسرے

لوگ ان کو متنبہ کرین وہ خود متنبہ ہو جاتے ہین اور کبھی ان کے نزدیک
نہین بھٹکتے۔ وہ اپنے واسطے ایک قانون بنا لیتے ہین اور اوس کا اپنے
ہاتھ سے توڑنا اپنی ہتک سمجھتے ہین۔

خود دار آدمی کو ہمیشہ تکالیف سے نجات رہتی ہے اور محض خود داری
کی وجہ سے کبھی اوس کو تکلیف پہونچ جاتی ہے تو اوس کی تکلیف مین
خود داری کا خیال اوس کی تسکین کا باعث ہوتا ہے۔

اس صفت کی بدولت آدمی دوسرون کی واجبی عزت کرتا ہے
دوسرون کے احساسات کا خیال رکھتا ہے مثل اپنی ذات کے دوسرون کی
تکلیف محسوس کرتا ہے خواہ کوئی نگران ہو یا نہو مگر وہ اپنے فرائض ادا
کرنے مین مصروف رہتا ہے

خود داری کا ضائع ہو جانا در اصل ایک بڑی دولت کا چھن جانا ہی
آدمی خود اپنی نظرون مین اپنے آپ کو حقیر سمجھنے لگتا ہے اور اپنے ہی نزدیک
اوس کی عزت کم ہو جاتی ہے۔

اس سے زیادہ ذلت کوئی نہین کہ انسان اپنی ہی نظرون مین
ذلیل بنے۔

اگر تم اصلی طور پر معزز ہونا چاہتے ہو تو پہلے خود داری اختیار کرو اور پھر دنیا بھی تمہاری عزت کرے گی۔

نظم

اچھے اخلاق ہی سی ملتی ہی اچھی عزت
نہ امیری نہ غریبی کی ہے اس کو حاجت

یہ بڑی چیز ہی جس شخص کو حاصل ہو جاے
تو سمجھ لو کہ ملی سارے جہان کی نعمت

چاہتے ہو کہ ہر اک شخص کری ہمدردی
چاہتے ہو کہ زمانہ مین ہو اچھی شہرت

اچھے اخلاق کا ہر ایک سے برتاؤ کرو
اس سی حاصل تمہین ہو جائیگی اصلی عزت

گھیرے رکھین گی محبت کی نگاہین تم کو
دے گی دنیا تمہین ہر وقت حقیقی راحت

دور اندیشی

ہر شخص کی زندگی زمانۂ موجودہ اور زمانۂ مستقبل کے حالات و واقعات سے وابستہ ہوتی ہے۔

زمانۂ موجودہ کا صرف یہ کام ہے کہ انسان اُس مین اپنی نفع نقصان کی نسبت غور کرے اور آئندہ زندگی کے متعلق صحیح راے قائم کرے۔ گو اس مین شک نہین کہ آئندہ زندگی کے حالات بالکل تاریکی مین رہتے ہین اور یہ بات بہت مشکل ہے کہ آنے والے زمانہ کے لئے پہلے سے کوئی اطمینان کر لیا جاے مگر موجودہ اور گذشتہ واقعات کا تسلسل زمانہ آئندہ کے واقعات کا دیباچہ ہوتا ہے۔

یہ امر محتاج دلیل نہین ہے کہ انسان کے اعمال و افعال اپنے اندر ایک نتیجہ رکھتے ہین اور وہ نتیجہ ہمیشہ زمانہ مستقبل سے وابستہ ہوتا ہے

یہ بھی ہر شخص جانتا ہے کہ اچھے کام کا اچھا نتیجہ ہوتا ہے اور بُرے کام کا بُرا نتیجہ ہوتا ہے۔ بُرے افعال کبھی اچھے نتائج پیدا نہین کر سکتے

اور نہ کبھی بُرے نتائج اچھے افعال سے پیدا ہوتے ہین۔ مثلاً چوری ایک
ایسا فعل ہے جس سے ہر شخص (حتیٰ کہ خود چوری کرنے والا بھی) واقف
ہوتا ہے کہ اس کا نتیجہ اس کے حق مین مفید نہین ہے۔ وہ ایک دن
گرفتار ہوگا اور اُس کو اس جرم کی سزا دی جائے گی اسی طرح اگر
کوئی طالب علم اپنے امتحان کی پہلے سے تیاری نہ کرے تو یہ نتیجہ
نکالنا غلط نہ ہوگا کہ وہ کامیاب نہین ہوسکتا۔

کاشتکار اگر زراعت سے غافل ہوجائے اور وہ اپنی کھیتون کو
خالی چھوڑ دے یا خلاف فصل کوئی چیز بوئے تو وہ یقیناً اس سے کوئی
فائدہ حاصل نہ کرسکے گا۔

علیٰ ہٰذا صحت کی حفاظت کے جو اصول مقرر کردئے گئے ہین اُن کو
کم و بیش ہر شخص جانتا ہے۔ تندرستی جن صورتون مین قائم رہتی ہے اور
بیماری کے جو اسباب ہوتے ہین وہ بھی کچھ مخفی نہین ہین۔ پس اگر ہم
حفظان صحت کے اصول پر نہ چلین گے اور اوسکے برخلاف عمل کرین گے
تو اس کا نتیجہ ہمارے ہی حق مین مضر ہوگا۔

ان مثالون سے یہ بات اچھی طرح واضح ہوگئی کہ انسان کی اعمال

وافعال اوسکی آئندہ زندگی کے ذمہ دار ہین۔ جیسے اوسکے اعمال و افعال ہونگے ویسے ہی اونکے نتائج نکلین گے۔ کاشتکار جو بوے گا وہی کاٹے گا۔ طالب علم جس قدر محنت اور کوشش کرے گا اُسی قدر کامیابی اسکو ہوگی۔ ان ہی باتون کا لحاظ رکھنا مآل اندیشی ہے۔

جو شخص دور اندیش ہوتا ہے وہ کبھی ایسی حرکت نہین کرتا جسکا خمیازہ اُس کو بعد مین بھگتنا پڑے۔ برعکس اس کے جلد باز لوگ بلا سوچے سمجھے کام کرتے ہین اور پھر بعد مین نادم اور پشیمان ہوتے ہین۔ کسی نوجوان شخص کا دور اندیش نہ ہونا اُس کی تمام زندگی کے لئے خطرناک ہے۔ کیونکہ زندگی کی مسرّتین یا اُس کی مشکلات صرف اُس کے افعال پر منحصر ہین اگر اُس نے اپنی نوجوان طبیعت کو اپنے قبضہ مین رکھا اور ابتدائی مشکلات مین اُس کے قدم کو لغزش نہ ہوئی تو اس کا انجام اس کے حق مین نہایت اچھا ہوگا اور اگر وہ ذرا چوکا بس اوسکی زندگی تلخ ہوئی۔

گفتگو مین دور اندیشی	جو لوگ دور اندیش نہین ہین اُن کی بات چیت

رنگ ڈھنگ اور اُن کے تمام حرکات وسکنات سے اون کی جلد بازی اور غیر مآل اندیشی ٹپکتی ہے اُن کی بے سوچے سمجھے گفتگو سے بعض اوقات خانہ جنگیاں ہو جاتی ہین۔ بجاے دوستی کے دشمنی پیدا ہو جاتی ہو اور بجاے محبت و اتحاد کے نفرت و رنجیدگی کے آثار ہو جاتے ہین اور یہ سب ایسے بیوقوف اور سادہ لوح اشخاص کی گفتگو کا نتیجہ ہوتا ہو جو بغیر مآل اندیشی اور انجام پر نظر ڈالے ہوے کی جاتی ہے۔

سب جانتے ہین کہ جب بات زبان سے نکل گئی تو پھر واپس نہین آسکتی، جب کمان سے تیر نکل گیا تو پھر وہ پلٹ نہین سکتا یہی حالت لفظون کی ہو جو زبان سے نکلتے ہین۔ اس لئے دور اندیش آدمی نہایت مختصر اور ضروری باتین کرتا ہے جس سے اُس کی سنجیدگی اور متانت ظاہر ہوتی ہے۔ اُس کی گفتگو ہر شخص کے سامنے خواہ دوست ہو یا دشمن نہایت محتاط ہوتی ہے۔

کامون مین دور اندیشی

انسان کے کام ہمیشہ ارادہ کے تابع ہوتے ہین اور جس وقت کسی کام کا دل مین ارادہ پیدا ہوتا ہے اُسی وقت اُس کے انجام پر نظر کرنے کی ضرورت ہوتی ہو۔ اور یہی دور اندیشی ہے۔

عقلمند آدمی کام سے پہلے غور کر لیتے ہین اور پھر ان کو کبھی نادم ہونا نہین پڑتا۔ جو آدمی بغیر دور اندیشی کے کام شروع کر دیتے ہین عموماً اُن کو آخر مین خفت برداشت کرنی پڑتی ہے۔

اخراجات مین دور اندیشی

ہر آدمی زندگی بسر کرنے کے لئے اپنی حیثیت کے مطابق روپیہ صرف کرتا ہے۔ بعض آدمی دولتمند ہوتے ہین، بعض متوسط الحال اور بعض غریب مگر ان تینون طبقے کے آدمیون کے لئے اخراجات مین یکسان طور پر دور اندیشی کی ضرورت ہے۔ ایسی ہی دور اندیشی کا دوسرا نام کفایت شعاری ہے اور جو یہ مسلک اختیار کرتا ہے وہ کبھی پریشان حال نہین ہوتا اور یہ تو ایک معمولی بات ہے کہ امرا اپنے اخراجات مین دور اندیشی نہ کرنے کے باعث غریب ہو جاتے ہین اور غریب دور اندیشی سے کام لینے کے باعث امیر بن جاتے ہین۔

خدا نے جب دولت دی ہو تو اُس کو برباد نہین کرنا چاہئے، اس بربادی کا انجام یہ ہوگا کہ تھوڑے ہی دنون مین مصیبت و فلاکت پیدا ہو جاے گی اور محتاجی و مفلسی چھا جائیگی۔

کفایت شعاری ایک ایسی چیز ہے جس سے انسان اپنی زندگی

یکسان طور پر بسر کر سکتا ہے اس لئے کفایت شعاری انسان کی زندگی
کی ہر ضرورت سے وابستہ رہے تو اُس کا انجام یقیناً مفید رہی گا۔

صحت کے متعلق دوراندیشی | تندرستی اور صحت کا قائم رکھنا بھی ضروریات زندگی
سے ہے، عام طور سے بیماری کے اسباب خود اپنے ہاتھوں پیدا
کئے جاتے ہین۔ اگر سو مریضون کے اسباب بیماری کی جانچ کی جائے
تو ۷۵ سے زیادہ بیمار ایسے ہون گے جن کی صحت محض اس لئے برباد
ہوئی ہے کہ اُنھون نے غیر معتدل طریقہ سے زندگی کو بسر کیا ہے۔

جو آدمی اپنی قوت سے زیادہ محنت کرتا ہے اُس کی تندرستی
خراب ہو جاتی ہے۔

اسی طرح کاہلی اور سستی بھی صحت کو ایسا ہی نقصان پہونچاتی ہے
جس طرح غیر معتدل محنت اور جانفشانی۔

دور اندیش لوگ ہمیشہ ہر بات مین اعتدال رکھتے ہین اور تندرست
رہنے کی کوشش کرتے ہین جو ان کی کامیاب زندگی کی دلیل ہے۔

بینکون مین روپیہ رکھنا | جب آدمی کے پاس دولت ہو یا کفایت شعاری
سے کافی پس انداز ہو جائے تو اس سرمایہ کو اپنے پاس نہین رکھنا چاہئے

کیونکہ اس کے موقع بے موقع خرچ ہو جانے کا احتمال رہتا ہے پھر سرمایہ کو بیکار ڈالے رکھنا کچھ عقلمندی نہین ہے۔

ایسی صورت مین دور اندیشی یہی ہے کہ جو کچھ ہر مہینہ یا ہر سال پس انداز ہو اگر وہ خفیف رقم ہے تو ڈاکخانہ مین جمع کردی جاے اور اگر زیادہ ہے تو کسی معتبر بنیک مین۔ ایسے بنیکون مین روپیہ محفوظ رہتا ہے اور ہم کو اُسکی حفاظت کے لئے کچھ تردد نہین کرنا پڑتا۔

بنیکون سے اس روپیہ پر سالانہ نفع بھی دیا جاتا ہے اور اس طرح سال بھر مین ایک معقول رقم منافع کی مل جاتی ہے۔

مسلمانون مین ایسے نفع کا جواز مختلف فیہ ہے اور اُس کو "ربا" سمجھا جاتا ہے اور بڑا حصہ اس کو ناجائز سمجھتا ہے اس لئے مناسب تو یہی ہے کہ وہ نفع نہ لیا جاے۔

لیکن پھر روپیہ بیکار رہتا ہے اس لئے اُس کو بنیکون مین رکھنے کی جگہ معتبر اشخاص کے ذریعہ سے یا رجسٹری شدہ کمپنیون مین شرکت کرکے تجارتی کاروبار مین لگایا جاے یا اور جو جائز نفع کی تدبیرین ہون وہ اختیار کی جائین۔

بیمہ | دور اندیشی کی بہت سی تدابیر مین مختلف قسم کے بیمے بھی داخل

ہین۔ ان بیمون مین جان کا بیمہ بہت رائج ہے اور دور اندیش آدمی

جو غریب اور متوسط الحال ہوتے ہین اپنے پس ماندون کے لئے جان کا

بیمہ کرا لیتے ہین جس مین اُن کو مقررہ اوقات پر معینہ قسط ادا کرنی پڑتی ہے

اور پھر اُن کے مرجانے کے بعد وارثون کو ایک معقول رقم مل جاتی ہے۔

اسی طرح تجار کارخانون اور تجارتی جہازون کا بیمہ کرا دیتے ہین

اور اگر وہ اتفاقی خطرات سے تباہ ہو جاتے ہین تو اُن کا نقصان بیمہ

سے پورا ہو جاتا ہے۔

غرض بہت سی تدبیرین ایسی ہین جن سے انسان سرمایہ کے

متعلق مطمئن ہو سکتا ہے۔

مآل اندیش شخص جو کام کرے گا اُس مین اُس کی نظر انجام پر

ضرور ہوگی اور ہر شخص کو ایسا ہی کرنا چاہئے +

مرد آخر بین مبارک بندہ ایست

نظم

ہے انجام بینی بہت اچھی عادت
اسی سے ہے محفوظ انسان کی عزت

سمجھ لو اونھین ھر قدم پر ہے ٹھوکر
نہین جن مین انجام بینی کی عادت

سمجھتے نہین ہین جو انجام کچھ بھی
کسی دن اونھین دیکھنا ہوگی ذلت

بلا سوچے سمجھے نہ کچھ کام کرنا
نہین تو اوٹھاؤ گے اِک دن ندامت

مسرّت مین رکھے گی انجام بینی
نہین دیکھنے پاؤ گے تم مصیبت

ضبط

خواہشات سے مغلوب نہ ہونے کا نام ضبط ہے۔

انسان میں فطرت نے مختلف قسم کی قوتیں ودیعت کی ہیں اور ہر قوت سے مختلف قسم کے افعال متعلق کئے ہیں۔ ان ہی قوتوں اور اُن قوتوں کے افعال کے اعتدال پر انسان کی صحت کا مدار ہے (عام اس سے کہ وہ صحت جسمانی ہو یا صحت اخلاقی) کبھی ان قوتوں میں خارجی اسباب سے ایک خاص جوش پیدا ہو جاتا ہے اگر اُس جوش کو روکا جائے تو نظام صحت اور نظام اخلاق برباد ہو جائے اسی جوش کا روکنا "ضبط" کہلاتا ہے مثلاً تم بھوک کی حالت میں ایک باغ سے گذر رہے ہو جہاں قسم قسم کے خوشگوار پھل درختوں میں لگے ہوئے ہیں کوئی محافظ بھی موجود نہیں ہے تمھاری بھوک کا تقاضہ یہ ہے کہ تم اون پھلوں کو توڑ کر اون سے بھوک کو رفع کرو لیکن اب اگر تم نے طبیعت کی اس

خواہش پر عمل کر کے پھلون کو توڑ لیا تو تم چوری کے مرتکب ہوئے جو علاوہ اخلاقی جرم کے ایک قانونی جرم بھی ہے اور اس کی سزا معین ہے۔ لیکن اگر تم نے اپنے نفس کی خواہش کو پورا نہ کیا اور پھلون کو ہاتھ نہ لگایا تو یقیناً تم نے ایک نہایت ہی اچھا کام کیا وہ کام کیا ہے ؟ ضبط ہے۔

تم بیمار ہو تمہارا دل لذیذ اور مرغن غذاؤن کو چاہتا ہے۔ لیکن طبیب کی ہدایت ہے کہ سادہ غذا کے سوا کچھ نہ دیا جائے اب اگر تم نے اپنے دل کی خواہش کو پورا کیا اور لذیذ و مرغن غذائین کھالین تو یقیناً تم نے دیدہ و دانستہ اپنی صحت کو سخت خطرہ مین ڈالدیا لیکن اگر تم باز رہے اور سادہ غذا پر اکتفا کیا تو بلاشبہ تم نے اپنے آپ کو ایک سخت خطرہ سے بچالیا۔ اسی باز رہنے کا دوسرا نام "ضبط" ہے۔

کس طرح ضبط کرنا چاہئے

تم پہلے پڑھ چکے ہو کہ خواہشات سے مغلوب نہ ہونے کا نام ضبط ہے اس سے تم خود بخود یہ سمجھ گئے ہو گے کہ خواہشات کو کلیتہً روکنے کا نام ضبط نہین ہے بلکہ اُن خواہشات کے پورا کرنے سے پہلے

اُن کی برائی بھلائی پر نظر رکھنا اور ان مین اعتدال کہنا مقصود ہے۔

مثال کے طور پر تم ایک تالاب کو لو جس مین اتنا پانی بھر جائے کہ اُس کے کنارون کے اوپر سے بہنے لگے تو کیا ایسی حالت مین اُس پانی کو روکنے کی کوشش کرنا صحیح ہوگا؟ نہین۔ بلکہ اُس مین پانی کے نکاس کی جانب اور موہریان کھولنے کی ضرورت ہوگی اگر ایسا نہ کروگے اور اُس پانی کے روکنے کی کوشش کروگے تو تالاب کی پال ٹوٹ جائے گی اور پانی سیلاب بن کر قرب وجوار کی آبادی کو نقصان پہنچائے گا۔

اسی طرح جو خواہشین طبعی ہین اُن کو قطعاً روک دینا سخت مضرتین پیدا کرے گا۔ بھوک کی حالت مین مضر اشیا کے استعمال سے بچنا بے شک ضبط ہے اور نہایت مفید ہے لیکن کوئی چیز نہ کھانا اور بھوک کو مارنا ضرور مضر ہے۔

ضبط خیالات انسان کے دماغ مین مختلف قسم کے خیالات آتے جاتے رہتے ہین۔ کبھی وہ اپنے آپ کو امیدون کے خوش آیند اور پرفضا باغون مین گلگشت کرتا ہوا پاتا ہے تو کبھی آرزؤن کی

سبزہ زاروں مین چھل قدمی کرتا ہوا۔

کبھی وہ مختلف شہروں کی کوچہ گردی مین مصروف ہوتا ہی تو کبھی سربہ فلک عمارتوں کی سیر مین کبھی وہ مذہب و اخلاق کے مسائل کی صحت پر سرگرم استدلال ہوتا ہے تو کبھی معاصی و بداخلاقی کی خیالون مین محو ہو جاتا ہے اب اگر تمام خیالات کو آزاد چھوڑ دیا جائے اور انسان کو ان کے روکنے پر قابو نہ رہے تو دماغ انسانی کو اس خیالی دنیا کی سیر سے ایک لمحہ کی مہلت بھی نہ ملے لیکن جب دماغ مین خیالات کا تلاطم ہو تو اُن خیالات کو گھوٹ کر رکھنا ضبط نہین۔ بلکہ جو خیالات مفید ہوں اُن کو بعنوان شائستہ ظاہر کرنا ہی ضبط خیالات ہے۔ اگر ہم کل خیالات کو دماغ مین بند رکھین گے تو نتیجہ مالیخولیا کے سوا اور کچھ نہ ہوگا۔

ضبط کے فوائد

جن دریاؤں اور چشموں سے کوئی کام نہین لیا جاتا اُن کی قوتین ضائع ہو جاتی ہین۔ لیکن جن چشموں اور دریاؤں کے پانی کو روک کر کام لیا گیا ہے۔ اُن سے بے شمار فوائد حاصل ہوتے ہین جیسے لناولی فال سے ٹاٹا الکٹرک ورک یا میسور مین کاویری سے

کاوری فال یا بھوپال اور کانپور وغیرہ مین پنچکیان چلائی جاتی ہین

اسی طرح اگر تم مین ضبط کی عادت نہ ہوگی تو تمہاری تمام قوتین ضائع ہوجائین گی۔ اگر تم بھوک پیاس مین ضبط سے کام نہ لوگے تو امراض معدہ مین مبتلا ہوجاؤ گے۔ اگر تم بیجا خیالات کو نہ روکو گے تو ضعف دماغ لاحق ہوجائے گا اگر گفتگو مین بے محل اور برمحل کا لحاظ نہ رکھو گے تو تمہاری تقریر رائگان اور بے محل ہوجائے گی۔ اگر غصہ کے جوش مین ضبط سے کام نہ لوگے تو نتیجہ مین ندامت برداشت کرنی پڑے گی۔

اگر تم اپنی خواہشات نفسانی کے تابع ہوجاؤ گے اور "ضبط" سے کام نہ لوگے۔ تو تم طرح طرح کے جرائم اور بداعمالیون مین مبتلا ہوجاؤگے

مذہب سے ضبط کی تربیت

جملہ مذاہب نے انسان مین ضبط پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ ہندؤن مین جو ریاضتین ہین وہ ضبط کی انتہائی حد ہین۔ یہی حالت رہبانیت کے حامیون کی ہے۔ اور یہ ضبط خواہشات کی انتہائی حد ہے۔

اسلام نے بھی ضبط خواہشات، ضبط اوقات، ضبط خیالات غرض جملہ اصناف ضبط کی تعلیم دی ہے لیکن افراط وتفریط کے

ہا ہیں۔ رمضان کے روزے اسی قوت ضبط کی عملی مشق ہے پنجگانہ نماز
ہم کو ضبط اوقات کی ہدایت کرتی ہے۔

ضبط خوشی کا ذریعہ ہے

ضبط وتحمل دائمی خوشی اور اطمینان کا ذریعہ ہے

جن لوگوں میں ضبط وتحمل کی عادت نہیں ہوتی وہ ہمیشہ رنج غم میں مبتلا رہتے ہیں۔ ہر امر جو خلاف طبیعت ظہور میں آتا ہے وہ اُن کے لئے رنج اور تکلیف کا باعث ہوتا ہے اور کوئی خوشی اُن کی وسیع آرزوؤں کے باعث اُن کو راحت نہیں پہنچاتی۔ برعکس اس کے جو لوگ ضبط وتحمل کے عادی ہوتے ہیں وہ ہر مصیبت کے مقابلہ میں ثابت قدم رہتے ہیں۔ اُن کے دلوں میں رنج وراحت کا صحیح احساس ہوتا ہے اس لئے وہ اُس کی قدر کرتے ہیں۔ جو نعمتیں خدا نے اُن کو بخشی ہیں اُن سے لطف اندوز ہوتے ہیں اور ہر حال میں منعم حقیقی کے شکرگذار رہتے ہیں۔

نظم

ضبط کی عادت ہر اک انساں میں ہونا چاہئے
اپنے دل کے کھیت میں یہ بیج بونا چاہئے

رنج ہو، غصہ ہو، یا ہو کام مرضی کے خلاف
ضبط کی عادت سے ان باتوں کو کھونا چاہئے

جو ذرا سی بات پر آپے سے باہر ہو گئے
ہو گیا وہ کام ان سے جو نہ ہونا چاہئے

ایسے لوگوں سے جہاں تک ہو سکے بچتے رہو
ایسے لوگوں کی بری باتوں پہ رونا چاہئے

ضبط گر ہم میں نہیں تو ہم ہیں پھر کس کام کے
کام کرنے کے لئے تو ضبط ہونا چاہئے

ما ہین۔ رمضان کے روزے اسی قوت ضبط کی عملی مشق ہے پنجگانہ نماز ہم کو ضبط اوقات کی ہدایت کرتی ہے۔

ضبط خوشی کا ذریعہ ہے

ضبط وتحمل دائمی خوشی اور اطمینان کا ذریعہ ہے

جن لوگون مین ضبط وتحمل کی عادت نہین ہوتی وہ ہمیشہ رنج وغم مین مبتلا رہتے ہین۔ ہر امر جو خلاف طبیعت ظہور مین آتا ہے وہ اُن کے لئے رنج اور تکلیف کا باعث ہوتا ہے اور کوئی خوشی اُن کی وسیع آرزؤن کے باعث اُن کو راحت نہین پہنچاتی۔ برعکس اس کے جو لوگ ضبط وتحمل کے عادی ہوتے ہین وہ ہر مصیبت کے مقابلہ مین ثابت قدم رہتے ہین۔ اُن کے دلون مین رنج وراحت کا صحیح احساس ہوتا ہے اس لئے وہ اُس کی قدر کرتے ہین۔ جو نعمتین خدا نے اُن کو بخشی ہین اُن سے لطف اندوز ہوتے ہین اور ہر حال مین منعم حقیقی کے شکر گذار رہتے ہین۔

نظم

ضبط کی عادت ہر اک انسان مین ہونا چاہئے
اپنے دل کے کھیت مین یہ بیج بونا چاہئے

رنج ہو، غصہ ہو، یا ہو کام مرضی کے خلاف
ضبط کی عادت سے ان باتون کو کھونا چاہئے

جو ذرا سی بات پر آپے سے باہر ہو گئے
ہو گیا وہ کام ان سے جو نہ ہونا چاہئے

ایسے لوگون سے جہان تک ہو سکے بچتے رہو
ایسے لوگون کی بری باتون پہ رونا چاہئے

ضبط گر ہم مین نہین تو ہم ہین پھر کس کام کے
کام کرنے کے لئے تو ضبط ہونا چاہئے

اجتماعی ذمہ داریان

انسان مدنی الطبع ہے

انسان پیدائیشی طور پر مدنی الطبع ہے اور اِس کی فطرت مین یہ خواہش رکھی گئی ہے کہ وہ مِل جُل کر رہے پھر اِس کی زندگی کی ضرورتین اس قسم کی ہین کہ وہ جماعت کے ساتھ رہنے پر مجبور ہے۔

ہر فرد کو اپنی جماعت کے ساتھ ایسا ہی تعلق ہے جیسا کسی ایک عضو کو پورے جسم کے ساتھ ہوتا ہے حالانکہ ہر عضو جسم کا علیحٰدہ حِصّہ ہے۔

جب بہت سے انسان ایک جگہ رہتے بستے ہین تو اون کی زندگی اجتماعی زندگی ہوجاتی ہے اور وہ ایک قوم بنجاتی ہے اور جہان وہ رہتے ہین اِس جگہ کو اس جماعت کے ساتھ خصوصیت ہوجاتی ہے

حقوق اجتماعی

ایسی زندگی مین ہر فرد پر دوسرے افراد کے حقوق قائم ہوجاتے ہین اور ایک کی غرض دوسرے سے وابستہ ہوجاتی ہے۔ اور

وہ رنج وراحت اور آسائش و تکلیف میں شریک رہتے ہیں جس طرح
کہ اعضائے جسم کی حالت ہے کہ اگر ایک عضو بھی تکلیف میں ہوگا تو تمام
اعضا کو تکلیف پہونچ جاے گی۔

ایسے ہی اگر قوم کے ایک فرد کو نقصان پہونچے گا تو سمجھا جائے گا کہ
پوری جماعت یا قوم کو نقصان پہونچا۔ اور اگر کسی کو فائدہ پہونچتا ہے تو وہ
بھی کل قوم یا جماعت کا فائدہ متصور ہوتا ہے۔

افراد کے اخلاق کا اثر قوم پر ہوتا ہے ایک فرد کی عزت سے پوری
جماعت کو عزت حاصل ہو جاتی ہے اسی طرح ایک شخص کے باعث
پوری جماعت کو شرمندگی اُٹھانی پڑتی ہے۔

رجمنٹ کا ہر سپاہی جُدا جُدا حیثیت رکھتا ہے لیکن یہ سب ملکر
ایک رجمنٹ بنتے ہیں مگر بعض اوقات ایک سپاہی کی بُزدلی پوری
رجمنٹ کی ذلت یا تباہی کا باعث ہو جاتی ہے اور ایک سپاہی اپنی
پوری رجمنٹ کے فخر کا سبب بن جاتا ہے۔

اگر کسی رجمنٹ میں چند بیمار اور کمزور آدمی ہوں گے تو وہ اس کی
تیزیٔ رفتار کو روک دیں گے ایسے ہی جماعت یا قوم کے بد اخلاق

آدمی ترقیون کے سنگ راہ ہوجاتے ہین۔حتیٰ کہ شہر کے کسی گندہ محلہ کے مضر صحت اثرات تمام شہر کی تندرستی مین نقصان پیدا کر دیتے ہین اور ایسے محلے جو بد اخلاق اور بد اطوار لوگون کے ساتھ مخصوص ہون وہ تمام شہر کی خرابی عزت کا باعث ہوتے ہین۔

غرض اس اجتماعی زندگی مین ہم پر خاص ذمہ داریان اور فرائض عائد ہوتے ہین اور ہر شخص اپنی جماعت کی عزت کا محافظ ہوتا ہے۔

خود غرضی فرائض سے مانع ہے۔

لیکن ان فرائض اور ذمہ داریون سے اُس وقت عہدہ برآ ہونا ممکن ہے جب انسان خود غرضی کو ترک کر دے۔

خود غرضی کی تعریف یہ ہے کہ انسان دوسرے کے نفع و نقصان کا خیال ترک کر کے آپ فائدہ اُٹھانے یا نقصان سے بچنے کی فکر و تدابیر مین مصروف ہوجائے۔

ایک خود غرض آدمی ہر وقت صرف اپنی بھلائی کا خواہان رہتا ہے خواہ اسکی وجہ سے دوسرون کو کتنا ہی نقصان کیون نہ پہونچ جائے جرائم کا بہت زیادہ حصہ خود غرضی کا نتیجہ ہوتا ہے اور جو آدمی خود غرض ہوتے ہین وہی جرم کرنے مین دلیر ہوتے ہین۔

نیکی اور ہمدردی۔ | انسان اُس وقت اپنی جماعت کے حقوق ادا کرسکتا ہے

جب اس میں نیکی و ہمدردی اور ایثار کی صفت ہو۔ اور جس طرح ایک غیور سپاہی کو اپنی رجمنٹ کی ناموری کا خیال ہوتا ہے اوسی طرح ہر فرد کو اپنی جماعت کی ناموری کا خیال رہے۔

اگر افراد کے ایسے ہی خیالات ہوں اور وہ ایسا ہی عمل بھی کریں تو جب کہیں وہ اپنے فرائض سے سبکدوش ہو سکتے ہیں۔

سربرآوردہ لوگوں کی ذمہ داری۔ | جماعت کے مقتدر اور سربرآوردہ لوگوں کا یہ فرض بھی ہے کہ وہ جماعت کی اخلاقی اصلاح کریں اور خود اخلاق کا نمونہ بنیں۔ جس طرح ڈاکٹر بیماری کی تشخیص کرتا ہے اور اس کے اسباب کو دیکھتا ہے اور پھر دوا تجویز کرتا ہے اسی طرح جماعت کی اخلاقی بیماریوں پر نظر ڈالنی اور اس کے اسباب کی تلاش کرنی چاہئے۔ جب اصل اسباب معلوم ہو جائیں تو ان کے رفع کرنے کی تدبیر کی جائے۔

ہمت و ایثار سے ایسی تدابیر ہمیشہ کامیاب ہوتی ہیں اور چند افراد کی توجہ اور سخاوت و ہمدردی سے ایک پوری جماعت نجات پا جاتی ہے۔

جماعت کی اصلاح | وہ جماعت یا قوم جو جہالت میں مبتلا ہوئی ہے اسکے نہ اخلاق

اچھے ہوتے ہین اور نہ اس مین تمدن کا پتہ ہوتا ہے اور نہ وہ کسی
قسم کی روحانی اور مادی ترقی کرسکتی ہو۔ اس کی زندگی بشکل بہائم
کے گذرتی ہے یہانتک کہ حفظان صحت اور صفائی کا معمولی لحاظ
بھی نہین رہتا اور طرح طرح کے امراض اس مین پیدا ہو جاتی ہین
اب اگر خدانے تمکو دولت دی ہے تو اس کی تعلیم و تربیت اور
شائستگی کے پھیلانے اور اس کی صحت کی حفاظت پر صرف کرنی
چاہئے اپنے علم سے ان کو فائدہ پہونچانا اور اپنے اثر سے کام لینا چاہئے
ایسے ہی نیک دل اور باہمت اشخاص کی وجہ سے بہت سی
وحشی اور جنگلی قومین شائستہ اور متمدن بنگئی ہین اور جب افراد نے
اپنے فرائض کو ترک کر دیا ہے تو متمدن اور ترقی یافتہ قومین قعر
مذلت مین گر گئی ہین۔

بیکاری اور افلاس بعض وقت بیکاری و افلاس سے جماعت یا قوم کے
ایک طبقہ کی حالت بہت دردناک ہو جاتی ہے نہ تو ان کو پیٹ بھر کر
غذا ملتی ہے نہ سردی گرمی سے بچنے کے لئے کپڑا میسّر ہوتا ہی۔ رہنے
کے لئے مکان تک نہین ہوتے یا نہایت تنگ و تاریک مکانات مین

رہتے ہین جہان حفظان صحت کے خیال کا گذر ہی نہین ہو سکتا جب
وہ بیمار ہوتے ہین تو ان کو دوا میسر نہین آتی اور نہ تندرستی کی ذرائع
بہم پہونچتے ہین۔

بچون کی دردناک حالت پھر ایک ایسا طبقہ بھی ہوتا ہے جو بدعقلی اور سستی و
کاہلی سے مصیبتون کا شکار ہوتا ہے اور اپنے خاندانون کو بھی مصائب
مین مبتلا کر دیتا ہے۔ آغوش مادر ہی سے اِن کے بچون کو گرسنگی و برہنگی
کی تکالیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے نسلین کی نسلین غارت ہو جاتی ہین
اکثر یتیم بچے یتیم رہ جاتے ہین اور اِن کے سرپرست یکہ و تنہا چھوڑ کر
دنیا سے گذر جاتے ہین۔ بعض پیدایشی لنگڑے لولے اور اپاہج ہوتی
ہین اور دنیا اِن پر تنگ ہوتی ہے۔

یہ سارا حصہ ہماری جماعت ہی کا جزو ہے اُن کی امداد اُن کی
خبرگیری اُن کی سرپرستی اون کے لئے جسمانی و دماغی اور مالی
خدمت ہمارا فرض ہے۔

مفلس اور بیکار آدمیون کے لئے کام نکالنا ان کو کام سے لگانا
ان کی بود و باش کے لئے حفظان صحت کے اصول پر مکان بنوانا

ہسپتالون کا قائم کرنا دوا خانون کا کھولنا بچّون کی تندرستی اور اُن کی پرورش کے عمدہ ذرائع مُہیّا کرنا یتیمون اور اپاہجون کی خبرگیری اور اون کا انتظام یہ سب قومی اور جماعتی فرائض اور ذمہ داریان ہین

یہ سب کام ایک انسان کی طاقت سے باہر ہین لیکن وہ تمام افراد جو ایسی مدد کرنے کے قابل ہون حسب حیثیت اس مین حصّہ لے سکتے ہین متمدن ممالک مین یہ کام افراد بھی کرتے ہین اور متعدد آدمیون کی امداد یعنی چندون سے بھی یہ کام ہوتے ہین اور جب بہت سے آدمی بقدر طاقت اُس بوجھ کو اُٹھاتے ہین تو بوجھ بہت ہلکا ہو جاتا ہے۔

امداد

اسلام نے تو ہم مسلمانون پر ایسی امداد کو فرض کر دیا ہے چنانچہ زکوٰۃ کے ایسے ہی مصرف رکھے ہین اِس کے بعد صدقات کی ترغیب ہے اور وہ بھی امداد عام کا ایک ذریعہ ہے۔

لیکن ایسی فیاضیون مین اس اصول کو قائم رکھنا چاہیے کہ لوگ دوسرون کے بھروسہ پر خود نکمے ہو کر نہ بیٹھ رہین اور سست و کاہل نہ بن جائین۔

خیرات اس غرض سے نہین ہونی چاہئے کہ کسی کو دولتمند بنا دین بلکہ خیرات اِس لئے ہے کہ حاجتمندون کی فوری ضرورتین پوری کر دین۔

اصلاح اخلاق — اس کے علاوہ اصلاح اخلاق بھی ایک اہم فرض ہی اور اِس کے لئے بھی ایسی تدابیر کی ضرورت ہے جیسی تدابیر کہ ہم دوسری مصیبتون اور مشکلون کے دور کرنے کے لئے کرتے ہین۔ بلکہ یہ فرض اگر ادا ہو جائے تو دوسرے فرائض کا بار بہت ہلکا ہو جاتا ہے ؏

نظم

جس جگہ تہذیب انسانی کا پاؤ گے نشان
اوس جگہ دیکھو گے تم ہر اک کی ذمہ داریان

چل رہا ہی کام انسان کا بہ تقسیم عمل
یعنی ہر اک پر ہی ذمہ داری کا بارِ گران

جیسے تہذیب و تمدن مین عروج آتا گیا
ویسے ہی بڑہتی گئین انسانکی ذمہ داریان

کام اپنا پوری مستعدی سے کرنا چاہئے
وقت کو جانے نہ دو اپنے کبھی تم رائگان

اپنی تہذیب و تمدن سے نہ ہو غافل کبھی
ورنہ اس کا جو نتیجہ ہی وہ سب پر ہی عیان

مقصد زندگی

انسان و حیوان کا فرق

ہر انسان کی زندگی کا ایک مقصد ہوتا ہے اور یہی مقصد دوسرے حیوانات سے ممتاز کرتا ہے ورنہ عام حیوانون اور انسانون مین طبعی خواہشین یکسان ہین دونون ایک وقت مقرر پر پیدا ہوتے ہین اور دونون مرجاتے ہین اب اگر کوئی آدمی بغیر مقصد کے زندگی بسر کرے تو اس مین اور حیوانون مین کوئی فرق نہین رہتا ہے۔ ایسے انسانون کی زندگی مثل بہائم کے گذرتی ہے کیونکہ وہ دن رات اپنے کامون کے سرانجام کرنے مین رہتے ہین۔

زندگی کے شریف مقاصد

لیکن جو آدمی اپنے اشرف المخلوقات ہونے کا احساس رکھتے ہین وہ کوئی شریف مقصد پیش نظر رکھتے ہین اور اسکی تکمیل کی کوشش مین مصروف رہتے ہین۔

یہ ضروری نہین ہے کہ ہر ایک مقصد نہایت اعلی و ارفع ہو۔

لیکن یہ لازمی امر ہے کہ وہ شریف ہو اور اس مین نیکی و ہمدردی شامل ہو
کبھی ایسا مقصد وسعت پاکر تمام دنیا پر حاوی ہو جاتا ہے۔ مثلاً ایک
انسان بھلائی کے ایسے کام کرتا ہے جس سے تمام دنیا بہرہ مند
ہوتی ہے کبھی یہ مقصد صرف ایک گھر کے اندر محدود ہو جاتا ہے۔
یعنی ایک آدمی خاندان والون کی ہی آسائش و آرام کی فکر مین منہمک
رہتا ہے۔ مگر یہہ جو کچھ کرتے ہین وہ نیکی اور ہمدردی کے جذبہ سے
کرتے ہین۔

اگر تم مین حوصلہ ہوگا اور تم نیکی اور ہمدردی کے کامون کو اپنا مقصد
قرار دے لوگے تو خواہ ابتدا مین تمہارا کام کتنا ہی محدود کیون نہ ہو
رفتہ رفتہ اوسکو وسعت ہوتی جائے گی اور اپنے خاندان کے علاوہ
اپنے اعزا، اپنے دوست احباب اپنے قبیلے اپنی قوم اور اپنے ملک و
وطن کی خدمت کرسکوگے۔ تم کو مقصد کے قرار دینے اور کامیابی کے
ذرائع حاصل کرنے مین ان مثالون سے بڑی مدد مل سکتی ہے جو تمھارے
گرد و پیش ہین، تم اپنے دوستون کے خیالات سے فائدہ اُٹھا سکتے ہو،
مشاہیر اور نامور اشخاص کی سوانح عمریون اور تاریخون کے مطالعہ سے

بہت سی باتین اخذ کر سکتے ہو۔ اور اپنی عملی زندگی کا اس سے پروگرام تیار کر سکتے ہو۔ ایسے مطالعہ اور مثالون کا بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس سے پچھلے زمانہ کے خیالات و حالات اور واقعات ہمارے حافظہ مین جاگزین ہو جاتے ہین جیسے بخارات جو ہمین نظر بھی نہین آتے مگر جم کر پانی کے قطرے بن جاتے ہین۔

بہت سی چھوٹی چھوٹی باتین دماغ مین بہت زیادہ محفوظ رہجاتی ہین اور زندگی پر اون کے قوی اور دیرپا اثرات ہو جاتے ہین۔

آج دنیا مین تم جتنے عظیم الشان کام دیکھتے ہو اور جسقدر تحقیقاتین اور اون کے نتائج تمھاری نظر کے سامنے آتے ہین وہ سب کسی نہ کسی شخص کی اوس محنت کا ثمر ہین جو اُس نے ایک مقصد کو سامنے رکھکر کی تھین۔

اور در اصل، وہ زندگی مبارک زندگی ہے جو دوسرون کے کام آئے۔ اور جب وہ ختم ہو جائے تو دوسرون کے لئے نمونہ بن جائے۔

اپنی ذات کی لئی مسرت حاصل کرنا خود غرضی ہے

اکثر آدمی اپنی زندگی کا یہی مقصد سمجھتے ہین کہ جس قدر ممکن ہو خوشی حاصل کرین اور تکالیف سے بچے رہین، بیشک ہر انسان پہلے اپنی ذات کے لئے مفید بنتا ہے لیکن اگر وہ صرف ذاتی راحت

وتکلیف ہی کو پیش نظر رکھے تو وہ خود غرض ہوگا اور وہ خوشی جو دوسرون کو فائدہ پہونچانے سے ہوتی ہے اِس سے محروم رہجائیگا دوسرون کو فائدہ پہونچانے مین بعض اوقات انسان کو بہت سی تکلیفین اور ایذائین برداشت کرنی پڑتی ہین لیکن اِس کے بدلہ مین جو خوشی اور مسّرت ہوتی ہے وہ بھی بہت زیادہ قیمتی ہوتی ہے۔

دولت کا جمع کرنا

بعض لوگ دولت کا جمع کرنا مقصد زندگی سمجھتے ہین اور بسا اوقات یہ مقصد حاصل ہوجاتا ہے لیکن بہت سے محروم بھی رہ جاتے ہین۔ اگر اِس مقصد مین یہ جزو بھی ہو کہ دولت جمع کرنے کے بعد نیک کام مین صرف کی جاے تو بیشک وہ ایک شریفانہ مقصد اور قابل عزت خیال ہے۔ لیکن اگر اِس مین حرص اور طمع شامل ہے تو وہ بدترین مقصد ہوگا کیونکہ اِس کے اصول مین بہت سی بداخلاقیون اور بددیانتی رشوت اور سود خواری جیسے مکروہ و مذموم افعال کا ارتکاب بھی ہوگا۔

شہرت اور ناموری

بعض آدمی محض شہرت کو مقصد قرار دے کر کسی کام کو اختیار کرتے ہین اور یہ یقینی بات ہے کہ جب کوئی آدمی نیکی اور ہمدردی کے کام کرتا ہے تو اس کی شہرت ہوجاتی ہے مگر جب مقصد ہی محض شہرت

ہو تو اس مین ریاکاری آجاتی ہے اور آخرکار اس شہرت مین دہبہ لگ جاتا ہے کیونکہ جس طرح ایک مصور کے خیالات اس کی تصویر سے ظاہر ہو جاتے ہین اور ایک آرٹسٹ کا مذاق طبیعت خاکہ کی رنگ آمیزی سے نمایان ہوتا ہے اسی طرح ہماری زندگی کا مقصد خواہ وہ نیک ہو یا بُرا دوسرون کی نگاہون سے مخفی نہین رہ سکتا۔

حصول مقصد مین خلوص و استقلال۔

بہر حال ہماری زندگی کا مقصد نیک اور خالص ہونا چاہئے ہمارے خیالات اور خواہشات مین خلوص ہو اور وہ خودغرضی سے دور ہون۔

ہماری کوشش یہ ہونی چاہئے کہ ہم اپنے اون اعلیٰ مقاصد مین کامیاب ہو جائین لیکن ناکامیابی کی صورت مین مایوسی سے متاثر ہوکر اس مقصد کو ترک کرنا نامناسب ہے۔

بعض لوگ جب کسی مقصد مین ناکام ہوتے ہین تو وہ حسرت و حرمان کی تصویر بن جاتے ہین حتیٰ کہ بعض وقت خودکشی بھی کر بیٹھتے ہین یہ فعل پست ہمتی کی دلیل ہے۔

کسی مقصد کے لئے کوشش ہی کرنا بجائے خود ایک کامیابی ہے

جب تمہارے مقصد کی عظمت دوسرون کے دلون مین قائم ہوجائے گی تو وہ خود تمہارے ناتمام مقصد کو اپنا مقصد قرار دین گے اور بالآخر کوئی نہ کوئی ضرور کامیاب ہوگا اور یہ کامیابی تمہاری ہی کامیابی متصور ہوگی۔

مقصد مین کامیابی کا ذریعہ

ہر ایک مقصد کی کامیابی کے لئے خیالات مین پختگی اور ہمت و استقلال کا ہونا بھی لازمی ہے اور ان کی وجہ سے ہمارے قدم منزل مقصود کی جانب خودبخود اُٹھتے جاتے ہین اور اِن ہی باتون سے عام لوگون کے مقابلہ مین نمایان اور امتیازی حیثیت حاصل ہوجاتی ہے۔

دنیا مین تین قسم کے انسان دیکھے جاتے ہین۔

(۱) صرف سوچنے والے۔

(۲) خالی ارادہ کرنے والے۔

(۳) خیال اور ارادہ کے ساتھ کوشش کرنے والے۔

کامیابی کا تاج صرف تیسرے قسم کے آدمی کو ہی حاصل ہوتا ہے۔ اگر تمکو کسی مقصد مین کامیابی حاصل کرنی ہے تو خیال اور ارادہ کے

ساتھ استقلال اور حوصلہ سے کوشش کرنا چاہیئے ورنہ کوئی مقصد تخییل کے دائرہ سے باہر نہین نکل سکتا۔

نظم

کچھ نہ کچھ رکھتی ہی مقصد آدمی کی زندگی
اوسکا مقصد نیک ہو یا اِس سے ظاہر ہو بدی

جسکا مقصد ہے برائی۔ اوسکو مشکل ہی بہت
دوسرون کی واسطے ٹھوکر ہی اوسکی زندگی

جسطرح افضل ہی انسان ساری مخلوقات سے
اشرف و اعلیٰ ہو مقصد اسطرح سی اوسکا بھی

اپنی ہمجنسون کی ہمدردی ہو اُسکی ذات سے
اور وہ قومی حمایت مین گذاری زندگی

ملک و مذہب کا رہی ہر طرح سے اوسکو لحاظ
زندگی کا گر یہ مقصد ہی تو بیشک ہی خوشی

عادت

(۱) آدمی کے جسم کی ۱۸ برس مین تکمیل ہوتی ہے اور ۳۰ برس تک
وہ ترقی کرتا رہتا ہے اور اس کے ساتھ ہی ساتھ عادتین بھی مضبوط
اور راسخ ہوتی جاتی ہین

ہم جو کچھ کرتے ہین سب کے نشانات ہمارے دماغ مین بنتے
جاتے ہین۔ کیونکہ دماغ بالکل نرم اور لچیلا بنایا گیا ہے اور یہی کام مکرر
سکرر کرتے رہنے سے ان نشانات مین گہرائی ہوتی جاتی ہے گویا
ہمارے دماغ پر ان کا ایک گہرا نقش قائم ہوتا جاتا ہے یہی وجہ
ہے کہ ان کامون مین ہر مرتبہ ایک آسانی پیدا ہو جاتی ہے اور
پھر بغیر ارادے کے بے اختیاری مین سرزد ہوتے رہتے ہین اسی
آسانی اور بے اختیاری کا نام عادت ہے۔

دیکھو ایک سپاہی جب قواعد کی مشق کر لیتا ہے تو پھر اُس کے
حرکات جسم اسی حکم کے پابند ہو جاتے ہین جو افسر کے منہ سے نکلتا ہی

کیونکہ مشق نے اس کو بالکل آسان بنا دیا ہے اور وہ ان کا عادی ہو گیا ہے۔ حالانکہ اگر یہ ہی حکم کسی ایسے آدمی کو دیا جاے جس نے اس کی مشق نہ کی ہو تو وہ ہرگز تعمیل نہین کر سکتا مگر سپاہی بلا دقت حرکت کرتا ہے اس کا مل جل کر ایک لائن مین چلنا، قدم کا برابر اُٹھانا ایک لفظ پر پوری لائن کا رک جانا یا مڑ جانا سب مشق کا نتیجہ ہے یہ مشق کیا ہے وہی بار بار کسی کام کو کرتے رہنا اور یہ ہی عادت کہلاتی ہے شروع مین جو قواعد (ڈرل) کی جاتی ہے تو تمام جسم تکان سے چور چور ہو جاتا ہے۔ اور بہت کچھ کوشش کی ضرورت ہوتی ہے اس لئے کہ وہ حرکات جو ڈرل مین کرنی پڑتی ہین اُن کی عادت نہین ہوتی لیکن جب عادت ہو جاتی ہے تو نہ کوشش کی ضرورت رہتی ہے اور نہ تکان کا نام رہتا ہے

آدمی کو جب کسی کام کی عادت ہو جاتی ہے تو اس کی ضرورت نہین رہتی کہ اُس کام کے کرتے وقت غور و خوض کیا جائے بلکہ طبیعت خود اُبھارتی ہے اور بے ساختگی کے ساتھ آدمی وہ کام شروع کر دیتا ہے اور خواہ کتنا ہی دقت طلب کام ہو بغیر

وقت کے انجام پاتا رہتا ہے۔
یہ تو تم جانتے ہو کہ دنیا مین کامیابی کا انحصار دماغی وجسمانی قوت پر ہے اور یہ قوت اُسی وقت تک قائم رہتی ہی جبکہ انسان کی صحت اچھی ہو۔
صحت قائم رکھنے مین جس طرح غذا اور آب وہوا کو دخل ہی اسی طرح عادتین بہی دخیل ہین بلکہ بیشتر عادات ہی پر صحت کا دارومدار ہے۔
جسمانی عادتون کا اثر تو صحت تک محدود رہتا ہے مگر اخلاقی عادتون کا اثر روح پر پڑتا ہے۔ جس طرح امراض سے آدمی کا جسم بیمار و کمزور ہو جاتا ہے اسی طرح اگر اخلاقی عادتین خراب ہون تو روح بیمار ہو جاتی ہے یعنی انسان سے نیکی کی قوت سلب ہو جاتی ہے اور اُس کے افعال واعمال سے بُرائیان پیدا ہوتی ہین
اخلاقی تباہی اور اخلاقی کامیابی مین بہی عادتون کا بہت اثر ہوتا ہے۔
بُری عادتون سے زندگی تباہ ہو جاتی ہے اور بہت سے

اچھے اور قابل آدمی صرف بعض خراب عادتون کی وجہ سے تباہ ہو گئے ہین۔

بعض وقت باوجود بہت سی خوبیون کے ایک خراب عادت کی وجہ سے سخت اور اہم نقصان پھونچتے ہین جن کی تلافی ناممکن ہو جاتی ہے۔

کسی آدمی کا تمول اور اس کی قابلیت، اُس کا خاندان اور نسبت بلاشبہ قابل عزت ہین لیکن ان سب عزت کی چیزون پر عادتون کی خرابی سے جو ذلت ہوتی ہے وہ غالب آجاتی ہے

خلیفہ ہارون الرشید کے دو بیٹے امین الرشید اور مامون الرشید تھے امین الرشید مشہور زبیدہ خاتون کے بطن سے تھا اور مامون الرشید ایک کنیز کے بطن سے

ہارون الرشید نے ان دونون کی تعلیم نہایت توجہ کی ساتھ کرائی۔ اور دونون شہزادے اعلی تعلیم اور بہت سے اوصاف واخلاق سے آراستہ ہو گئے

ہارون الرشید کے بعد امین الرشید خلیفہ ہوا اور دونون

بھائیون مین مُلکی اغراض کے باعث مخالفت پیدا ہوئی اور آتش فساد مشتعل ہوگئی فوج کشی اور قتل وخون پر نوبت پھونچی اور بالآخر امین الرشید قتل ہوا اور مامون الرشید فتحیاب ہوکر خلیفہ وقت ہوگیا۔ امین الرشید باوجودیکہ علم دوست اور فیاض خلیفہ تھا لیکن چونکہ ابتداء سے عیش پسندی کی عادت پڑگئی تھی اس لئے اس کے ناکامیون کے اسباب مین یہ عادت بھی ایک بڑا سبب تھی چنانچہ جس زمانہ مین دونون کی فوجین میدان کارزار مین سرگرم تھین۔ ایک موقع پر امین الرشید کی فوج کو سخت شکست ہوئی اور ایک نہایت معزز سپہ سالار قتل ہوا جس وقت اس واقعہ کی اطلاع امین الرشید کو پہونچی ہے تو امین حوض کے کنارے کوثر اپنے غلام کے ساتھ مچھلیون کا شکار کھیل رہا تھا۔

حوض مین رنگ برنگ کی مچھلیان پڑی تھین جن کو سونے کی نتھنیان پھنائی تھین نتھنیون مین بیش قیمت موتی پڑے تھے جس کی شکار مین جو مچھلی آئے موتی بھی اسی کو ملے۔ آج بھی وہ اس شغل مین تھا کہ دفعۃً گمسرور (غلام) نے فوج کی شکست اور علی کی ماری جانے کی

خبر سنائی امین نے جھلا کر کہا چپ بھی رہ! کوثر دو مچھلیاں پکڑ چکا ہی
اور مجھ کو صبح سے اب تک ایک بھی نہین ملی۔

باوجود اس کے کہ امین الرشید مین اور بہت سی خوبیاں تھین اس کی ماں زبیدہ خاتون جیسی زبردست ملکہ زندہ تھی لیکن وہ نہایت ذلت کے ساتھ مارا گیا محض اس لئے کہ اس مین عیش پسندی کی عادت تہی اور وہ اسی عادت کی وجہ سے تباہ ہوا
اگر تم ہمیشہ اپنے کام اور گفتگو پر پہلے سے خود غور کر لیا کرو اور اُس کی اچھائی اور بُرائی سمجھ لیا کرو تو پہر ممکن نہین کہ تم مین کوئی بُری عادت پیدا ہو سکے کیونکہ کوئی عقلمند آدمی اپنے آپ کو خطرہ مین ڈالنا پسند نہین کرتا۔

جب تم سستی اور کاہلی کے نتائج سمجھ لوگے اور بدپرہیزی کی مضرتین معلوم کر لوگے تو خود بخود تمہارا دل چاہے گا کہ اپنے اعضا اور دل و دماغ کو کام مین مصروف رکھو تاکہ بیماری اور ضعف کے خطرے مین پڑنے سے بچو۔
مضر صحت چیزون سے احتیاط رکھو کیونکہ ان سے معدہ خراب ہوجائیگا

اور معدہ کی خرابی تمھین بستر بیماری پر ڈال دے گی

تم جھوٹ بولنے کا قصد کرو گے لیکن جب یہ خیال کرو گے کہ اس سے آدمی کے وقار اور عزت کو صدمہ پہنچتا ہے اور یہ گناہ عظیم ہے تو تم اس سے باز رہو گے۔ اگر ایسا غور نہ کرو گے تو ایک دفعہ کے بعد دوسری دفعہ اور دوسری کے بعد تیسری دفعہ اور پھر علی التسلسل ایسی ہی باتین کرتے رہو گے اور اپنے آپ کو ایسی باتون کا عادی بنا لو گے۔

بہت سے آدمی بُری عادتون کے نتائج بھی سمجھتے ہین لیکن پھر بھی ان کی عادتین بُری ہوتی ہین۔ ایسے آدمی نہایت بُزدل ہوتے ہین اگر وہ ذرا کوشش اور ہمت سے کام لین تو خواہ ابتدا، مین اُن کو کسی قدر تکلیف ہو گی لیکن وہ رفتہ رفتہ اُن عادتون کو ترک کرتے چلے جائین گے کیا وجہ ہے کہ بہت سے چور اور ڈاکو نہایت صالح اور ثقہ بن جاتے ہین اور ان سے یک لخت بُری عادتین چھوٹ جاتی ہین۔ یہی وجہ ہے کہ وہ ان عادتون کی مضرت سمجھ کر ان کے چھوڑنے کی ہمت کرتے ہین۔ اور جب وہ ایسی

ہمت کر لیتے ہین تو نیک عادتین شروع ہو کر مکمل ہو جاتی ہین اور بُری عادتین گھٹتے گھٹتے بالکل زائل ہو جاتی ہین گویا جس طرح انسان کے اختیار مین بُری عادتون کا ڈالنا ہے اسی طرح اُن کا چھوڑنا بھی ہے۔ اگر بدقسمتی سے کسی نوجوان مین کوئی بُری عادت پیدا ہو جائے تو یہ سمجھ کر کہ اب تو عادت ہی ہو گئی اس کے چھوڑ دینے سے مایوس نہین ہونا چاہیئے۔

نظم

جو افعال ہوتے ہین ظاہر بکثرت
تو پڑ جاتی ہے ان کی انسان کو عادت

بُری عادتون سے ہے ذلت ہمیشہ
بھلی عادتون سے ہے سب کو محبت

بُری عادتین تم مین آنے نہ پائین
کہ ان عادتون سے ہے ہر اک کو نفرت

ملین گی تمہین نیک بختی کی راہین
ملے گی تمہین زندگی کی مسرت

پڑینگی زمانے کی اچھی نگاہین
اگر تم مین موجود ہے نیک عادت

شکرگذاری

اُن تمام صفات و اخلاق مین جن کو ہم عمدہ اور محمود خیال کرتے مین شکرگذاری کی صفت بھی بہت بڑا درجہ رکھتی ہے۔ شکرگذاری کا جذبہ دل مین نرمی اور نیکی پیدا کرتا ہے اور طبیعت کو نیکی اور ہمدردی کے کامون کی طرف مائل کر دیتا ہے۔

ہم کسی وقت اور کسی صورت مین کسی نہ کسی کی شکرگذاری سے خالی الذہن نہین ہو سکتے خواہ ہم کو محسنون کے نام معلوم ہون یا نہون

ضروریات زندگی پر اظہار شکرگذاری

انسانی ضرورتون کی وہ تمام چیزین جو روزمرہ استعمال مین آتی ہین اور راحت و آرام کے وہ اسباب جو ہمہ وقت مہیا رہتے ہین اون سے ہم کو یہ سبق ملتا ہے کہ ہم اپنی زندگی کو ایک پوری شکرگذار زندگی بنائین۔ کیونکہ جن لوگون کے غور و خوض محنت اور دماغ سوزی سے یہ چیزین اور یہ اسباب مہیا ہوئے ہین۔ انھون نے دراصل ہم پر احسان کیا ہے تم چھوٹی سے چھوٹی چیزون پر نظر ڈالو

اور بڑی سے بڑی چیزان کو دیکھو کہ اگر یہ نہوتین تو تم کو کیسی تکلیف پہونچتی یہ ریل اور تار برقی اور دُخانی قوت کیسی مفید ایجادات ہین۔ اُنھون نے ہماری کتنی مشکلات کو دور کر دیا۔ اور وقتون کو بچا دیا ہے سفر کی ذرائع کیسے آسان کر دئے ہین رسل ورسائل کے اسباب کسقدر سہل ہوگئے ہین تجارت کا راستہ کس قدر صاف ہے ڈاکٹرون کی قابل قدر تحقیقات نے کیسے کیسے اعلیٰ انکشاف کئے ہین اور اون سے امراض کی تشخیص اور علاج مین کتنی سہولتین ہو گئی ہین۔

مثلاً عمل جراحی کس قدر تکلیف دہ ہے لیکن ایک ”کلورا فارم“ کی ایجاد نے اس تکلیف کو کس قدر کم کر دیا ہے۔

پھر ٹیلسکوپ کو دیکھو جسکے ذریعہ سے بہت سے جراثیم انسان کی بدن مین معلوم ہوے اور اون کے دفعیہ کے طریقے اور اِن کی اثرات کے علاج ایجاد کئے گئے۔ جن سے مریضون کو بجید فائدہ پہونچتا ہی۔

چھاپہ خانے کی کلون نے ہم کو بغیر کسی زحمت کے گھر بیٹھے ہوئے کیسی دولت فراہم کر دی علم کے انمول جواہر غریب سے غریب آدمی کو بھی کوڑیون کے مول دستیاب ہونے لگے۔ وہ نایاب کتابین

جو ہزارون روپیہ خرچ کرنے سے بھی فراہم نہین ہوتی تھین آج چند پیسون اور آنون مین ملنے لگین۔

مورخین کی محنت سے آج ہم صدہا سال پہلے کے حالات سے واقف ہو رہے ہین۔ کتب خانون کے قیام سے ہماری علمی ترقیون کے کارآمد اور عمدہ اسباب پیدا ہو گئے ہین۔

سائنس کی ترقی نے ہم پر بہت سے راز کھول دیے ہین اور عجیب و غریب اور حیرت مین ڈالنے والی باتین ظاہر ہو گئی ہین، نباتات اور حیوانات۔ نجوم، طبقات الارض وغیرہ کے متعلق خاص شعبے قائم ہو گئے ہین جس سے دنیا کو گران قدر مادّی فوائد حاصل ہو رہے ہین مختصر یہ ہے کہ جن لوگون کے غور و فکر اور جدّ و جہد سے یہ اسباب مُہیّا ہوئے وہ ہمارے محسن ہین۔ اور ہم پر اون کا شکر ضروری ہے فرق ہے تو اس قدر کہ جن اشیاء کے ساتھ جس قدر ہماری حقیقی ضروریات متعلق ہونگی اوسی قدر اُن اشیا کی موجد زیادہ شکریہ کی مستحق ہونگی۔

اخلاقی اور روحانی ضروریات اظہار شکر گذاری۔

یہ تمام اسباب و اشیاء ہماری جسمانی ضروریات سے متعلق تھین اس سے آگے بڑھکر اخلاقی و روحانی

ضروریات ہین اور ان ضروریات کے لحاظ سے بھی انسان پرمختلف دور گذرے ہین۔ کبھی وہ تنزل کرتے کرتے ذلت کے عمیق گڑھے مین جاکر اور کبھی ترقی کرتے کرتے اوج عزت پر جا چمکا یہ آج حُرّیت اور مساوات کی جو نعمت حاصل ہے کیا ہمیشہ سے اسی طرح ہم کو حاصل تھی ہرگز نہین ایک زمانہ تھا کہ ضعیف انسان قوی انسانون کے قبضہ مین مثل حیوانات کے بے اختیار اور غلامی مین جکڑے ہوے تھے لیکن کچھ بندگان خدا نے ان سختیون اور بنی نوع کے مصائب کو محسوس کیا اور اس رسم کے مٹانے مین اپنا وقت اپنی دولت اپنا دماغ اپنی ذہانت حتیٰ کہ جانین تک قربان کر دین اُن کی یہ کوشش کسی ذاتی غرض پر مبنی نہ تھی بلکہ محض اس لئے کہ اُن کی موجودہ اور آیندہ نسلین بہرہ ور ہون اس لئے ہم کو ان سب کا شکرگذار ہونا چاہیے۔

شکرگذاری کا طریقہ یہ بالکل صحیح ہے کہ ہم ضرورت و راحت کی بے شمار چیزون اور ان کے اسباب مہیا کرنے والون کے نامون سے نہ واقف ہو سکتے ہین نہ کوئی مخصوص طریق ادائے شکریہ کے لئے اختیار کیا جا سکتا ہے سب سے آسان طریقہ یہ ہے کہ ہم ان موجدین اور

مصلحین کی ایجادون اور کامون کی قدر کرین اور خود ایسی چیزون کے مہیّا کرنے اور ایسے مفید کامون کے انجام دینے مین اون کے طریق عمل کا اتباع کرین۔

بزرگان قوم کی شکر گذاری

اسی طرح زمانہ حال کے جن لوگون نے ہماری بہبودی، ہماری ہمدردی، اور ہماری مختلف قسم کی ترقیون کے متعلق کوششین کی ہین اور ان چیزون مین محنتین اور تکلیفین اوٹھائی ہین۔ اپنے آرام کی گھڑیان ہمارے آرام کے لئے قربان کی ہین اون کے نام کی اور اون کے کام کی عزت کرین اون کی فائدہ رسان یادگارین بنائین۔ اون کی سوانح عمریان تحریر کرین اور اگر وہ اپنی ایجادون اور کوششون کو ناتمام چھوڑ گئے ہین تو ہم اون کی تکمیل کرین۔ دراصل اون کے نشان قدم ہم کو کامیابی کا راستہ بتاتے ہین ایسے لوگون کی سوانح عمریان ہم مین حوصلہ اور عزم پیدا کرتی ہین اون کے مطالعہ سے ہم اپنی زندگی مین بہت سی اصلاحات کر سکتے ہین اگر ہم ان باتون مین کامیاب ہون گے تو خود ہمارے نقش قدم دوسرون کے لئے نشان راہ بنین گے۔

بعض نوجوان آدمی کسی کی ناتمام کوششون یا چھوٹے سے کامون کا
مضحکہ اوڑاتے ہین اور اون کی کوششون کی قدر نہین کرتے۔ یہہ
ناشکرگذاری کی علامت ہے اکثر اوقات ایک چھوٹی سی بات سے بڑی بڑی
نتائج حاصل ہوتے ہین اور ایک چھوٹی سی کوشش بڑی بڑی کامیابیون کا
زینہ بن جاتی ہے۔ تمام مہذب اور متمدن قومون کی ترقی کا راز بہت
کچھ اسی صفت شکر گذاری مین مضمر ہے؛ وہ اپنے ایسے ہمدردون اور
محسنون کی طرح طرح کی یادگارین قائم کرتے ہین جنکی محنت اور کوشش
سے ملک و قوم کو فائدے پہونچے ہون اون کے نام سے علمی سوسائٹیان
علمی کلب اور علمی انجمنین قائم کی جاتی ہین اون کی یادگارون مین
مدرسہ، شفاخانہ، اور ایسے ہی مفید عام یادگارین اور انسٹی ٹیوشن
بنائے جاتے ہین ان کے نام سے تمغہ اور کپ وغیرہ ہوتے ہین اور
یہہ سب یادگارین اس لئے ہوتی ہین کہ دوسرے لوگون کو اون کی
مثال پیروی کرنے کا حوصلہ ہو۔ اور ایسی قومون مین پھر ایک سے ایک
بڑھکر پیدا ہوجاتا ہے گویا وہ قومین شکر گذاری کا صحیح طریقہ اختیار
کرتی ہین اور اس سے صحیح فائدہ اوٹھاتی ہین +

نظم

اک جذبۂ انسانی ہی شکر گذاری بھی — جس سی کہ نمایان ہی انسان کی خوش اخلاقی
یہ بوجھ وہ ہی جس سے سر اُٹھ نہین سکتا ہے — گو کوئی بھی محسن ہو، احسان ہو کسی کا بھی
ہان جس سی بہت ہلکا ہو جاتا ہی بوجھ اوسکا — اِک شکر گزاری مین طاقت ہی مگر ایسی
جو بندۂ احسان ہین دیکھو جسے ہو اُن کا — نا شکر گذارون کا کوئی بھی نہین ساتھی

اِک شکر گزاری کی عادت ہے، اگر ہم مین
تو جان لو ہم سے ہے ہر ایک کو ہمدردی

انکساری

انکساری، تحمل و بُردباری وہ اوصاف ہین جن کے بغیر انسان کسی قسم کی ترقی نہین کرسکتا۔

انسان کی تمام کوششین ضرورت کے احساس پر موقوف ہین اور جب تک کسی ضرورت کا احساس طبیعت مین پیدا نہین ہوتا اُسوقت تک اُس ضرورت کو رفع کرنے کی تدابیر کی بھی ضرورت پیش نہین آتی لیکن کسی شے کے حاصل کرنے کا خیال اُسی وقت پیدا ہو سکتا ہے جب انسان اپنے آپ کو اُس شے سے عاری سمجھے۔ جو چیز خود کسی شخص کے پاس ہوتی ہے دوسرے سے اُس کی طلب نہین کیجاتی۔

انکسار کا پہلا کام یہی ہے کہ وہ انسان کو خود اُس کی نظرون مین دوسرے لوگون سے کم ثابت کرتا ہے اس لئے فطرتاً ایک منکسر المزاج آدمی اُن فضائل کے حصول کی طرف راغب ہوگا جو مذہباً یا عرفاً مستحسن سمجھے گئے ہون۔

انکسار انبیا کے اخلاق مین داخل ہے	آنحضرت صلعم تمام صفات فاضلہ اور اخلاق حسنہ کا ایک مکمل نمونہ تھے لیکن آپ کی طبیعت مین اسقدر

انکسار تہا کہ معمولاً اُن اوصاف کے انتساب سے بہی انکار فرماتے تھے جو آپ کے فضائل و کمالات کے لحاظ سے ادنی اوصاف مین داخل ہین

حضرت انس رض سے مروی ہے کہ آنحضرت صلعم تعظیم کے لئے کہڑے ہونے کو نہایت ناپسند فرماتے تھے ایک بار ایک شخص آنحضرت صلعم کی خدمت مین حاضر ہوا اور کہا کہ "اے بہترین مخلوق" آپ نے فرمایا کہ۔ "یہ وصف خاص ابراہیم کا ہے"

مطرف سے روایت ہے کہ مین بنی عامر کے قبیلہ کے ہمراہ آنحضرت صلعم کی خدمت مین حاضر ہوا۔ ہم نے کہا کہ "آپ ہمارے سردار ہین" آپ نے فرمایا کہ "سردار خدا ہے" ہم نے کہا "اور فضائل وخصائل کے لحاظ سے آپ ہم سے برتر ہین" آپ نے فرمایا کہ "خیر یہان تک مضائقہ نہین اور اگر اس سے زیادہ کمتر کہو تو زیادہ بہتر ہے کہ شیطان تمہین اپنا وکیل نہ بنا لے"

انکسار خدا کے نزدیک محبوب وصف ہے	قرآن مجید مین آنحضرت صلعم کو انکسار کی تعلیم ان الفاظ مین دی گئی ہے۔ قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ

یعنی آپ کہدین کہ مین تم جیسا ایک بشر ہون۔ فرق ہے تو اس قدر کہ مجھپر وحی نازل ہوتی ہے۔ آنحضرت صلعم کو (جو خود تمام فضائل بشری کے مظہر کامل تھے) انکسار کی تعلیم محض اسی غرض سے دی گئی تھی کہ امت کے لوگ انکسار کے خوگر ہون۔

عرب مین نسب پر فخر و مباہات کا بہت دستور ہے۔ آپ نے فرمایا کہ "نسب پر فخر کرنا جاہلیت کی باتون مین سے ہے" مقصد یہ تھا کہ لوگون مین انکسار پیدا ہو اور فخر و غرور کا سد باب ہو۔

حضرت ابن عمر سے مروی ہے کہ "مین نے آنحضرت کو فرماتے ہوے سنا کہ جو شخص لوجہ اللہ فروتنی اور انکسار اختیار کرتا ہے۔ خدا ے پاک اُس کے درجہ کو بلند کرتا ہے وہ اپنے آپ کو حقیر سمجھتا ہے اور لوگونکی آنکھون مین وقیع ہوتا ہے اور جو شخص کبر و نخوت رکھتا ہے خدا اُس کا درجہ پست کرتا ہے تو وہ لوگون کی نظرون مین حقیر ہو جاتا ہے اور اپنی نظرون مین وقیع ہوتا ہے۔

انکسار اور علم جن لوگون مین انکسار کی صفت نہین ہوتی وہ کوئی کمال حاصل نہین کر سکتے۔ انکسار، غرور کی ضد ہے۔ جن طلبا مین غرور و نخوت

ہوتی ہے وہ کسی سے دریافت کرنے مین ایک قسم کی ذلت محسوس کرتے ہین اور سوال کو اپنی قابلیت کے منافی سمجھتے ہین جس کا نتیجہ بجز محرومی کے اور کیا ہو سکتا ہے۔ کیونکہ علم کی تحصیل بغیر دوسرے لوگون کی امداد کے ممکن نہین۔ اس طرح اس قسم کے لوگون کی تعلیم ادھوری رہ جاتی ہے اور ادھوری تعلیم جہالت سے بھی زیادہ خطرناک ہوتی ہے۔ "نیم ملا خطرۂ ایمان اور نیم طبیب خطرۂ جان" مشہور مثل ہے۔

ترقی علم کے ساتھ طبیعت مین انکسار بڑہتا جاتا ہے۔ اور جس قدر معلومات مین اضافہ ہوتا جاتا ہے اُسی قدر ذی علم آدمی کے دل مین اپنی ہیچ میرزی کا اعتراف بڑہتا جاتا ہے اور وہ یہ محسوس کرنے لگتا ہے کہ ابھی مجھ کو بہت کچھ سیکھنا باقی ہے۔

انکسار اصلاح و ترقی کا ذریعہ ہے

جو لوگ منکسر المزاج ہوتے ہین وہ دوسرے لوگون کو اپنے آپ سے اچھا خیال کرتے ہین وہ ہمیشہ دوسرون کے ساتھ اخلاق و احترام سے پیش آتے ہین اور لوگون کے دلون مین اُن کی محبت قائم ہو جاتی ہے۔ رفتہ رفتہ یہ محبت دوسرے لوگون مین بھی تقلید و پیروی کا احساس پیدا کرتی ہے اور اس طرح ایک منکسر المزاج

آدمی بہت سے آدمیوں کی اصلاح اخلاق کا سبب ہو جاتا ہے۔

انکسار مزاج کا یہ اثر بھی ہے کہ وہ انسان کو ترقی کی طرف آمادہ کرتا ہے۔ منکسر المزاج شخص کا یہ احساس کہ میں کچھ نہیں ہوں ہمیشہ اُس کے دل میں ترقی کا ولولہ پیدا کرتا رہتا ہے۔

انکسار سے اتحاد پیدا ہوتا ہے۔

انکسار طبیعت میں اتحاد باہمی کا ذوق پیدا کرتا ہے جس قوم کے افراد میں یہ وصف نہیں ہوتے اُن میں کبھی یکرنگی اور اتحاد پیدا نہیں ہوتا۔ ایک مغرور آدمی دوسرے کو اپنے برابر نہیں سمجھتا اور یہ خیال ایک دوسرے سے بیزاری پیدا کرتا ہے اور اس طرح جماعت کا شیرازہ منتشر ہو جاتا ہے۔

جو طالب علم کالج کے دوسرے طلبا سے اپنے آپ کو ممتاز اور معزز سمجھتا ہے وہ سب طلبا کی نظروں میں ذلیل ہو جاتا ہے لیکن جس طالب علم کی طبیعت میں انکسار ہوتا ہے وہ ہر دل عزیز ہوتا ہے کیونکہ انکسار ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردی کی تعلیم دیتا ہے۔

انکسار ذریعہ کامیابی ہے

جو لڑکے اپنی تیزی طبیعت کے باعث مدارس میں انعامات حاصل کرتے رہتے ہیں اُن کو اپنی ذکاوت پر ناز ہو جاتا ہے

اور وہ محنت نہین کرتے برعکس ان کے جن مین ذکاوت نہین ہوتی وہ
گرچہ دیر مین سمجھتے ہین لیکن جو کچھ سمجھتے ہین اُس کے یاد کرنے کی
کوشش کرتے ہین اور محنت سے جی نہین چراتے اس لیئے وہی زیادہ
کامیاب ثابت ہوتے ہین۔

شکر نعمت | ذہانت و ذکاوت پر ناز کرنا نہایت نازیبا ہے کیونکہ
یہ چیزین وہبی ہین انسان کی اکتسابی نہین غیر اختیاری چیزون پر
ناز کرنا اوچھا پن ہے۔ البتہ خدا کی اُن نعمتون پر شکر ادا کرنا چاہیئے
ور اُن سے مفید کام لینا چاہیئے۔

افعال کا محاسبہ | اگر تم اپنے افعال کا محاسبہ اور اپنی حالت پر غور کرتی
رہو تو تمہارے زیادہ افعال ایسے ہونگے جن پر تم خود نادم ہوگے
اور یہ ندامت طبیعت مین نرمی اور انکسار پیدا کرے گی۔

تاریخ اور سوانح عمریون کے مطالعہ سے بھی طبیعت مین انکسار
پیدا ہوتا ہے کہ زمانہ گذشتہ کے متکبر اور مغرور لوگون کا جو کچھ حشر ہوا
اُسے معلوم کر کے طبیعت عجب و غرور سے متنفر ہو جاے گی۔

نظم

بڑی چیز دنیا مین ہے انکساری | یہ عادت زمانے مین سب کو ہی پیاری
یہی تم کو بخشے گی ہر دلعزیزی | اسی سے ملے گی تمہین کامگاری
یہ وہ چیز ہے جس سی ہر ایک دل مین | زیادہ بہت ہو گی عزت تمہاری
اگر چاہتے ہو ملے تم کو عزت | اگر چاہتے ہو نہ ہو تم کو خواری

اگر چاہتے ہو کہ سب تم کو چاہین
تو تم خود مین پیدا کرو انکساری